نغمۂ روح

بہزاد لکھنوی

پاکستان رائٹرز کوآپریٹو سوسائٹی لمیٹڈ

نغمۂ روح

از

بہزاد لکھنوی

پبلشرز

پاکستان کوآپریٹو بک سوسائٹی لمیٹڈ

چٹاگانگ ——— کراچی ——— ڈھاکہ

اظہارِ حقیقت

مجھے اِس اظہار سے دِلی مسرت ہے کہ عالی جناب نیاز محمد خان صاحب (چیف کمشنر کراچی) کی دِلی توجہ سے میرے والد کا نعتیہ دیوان "نغمۂ رُوح" اِتنی بہتر صورت میں نذرِ قارئین ہے۔ میں حضورؐ کے پروانوں اور جناب والد صاحب قبلہ کی طرف سے خان صاحب کا تہِ دل سے ممنون ہوں اور شکریہ ادا کرتا ہوں۔

انور بہزاد (فاروقی رحمانی)

اُردو نیوز ریڈر ریڈیو پاکستان
کراچی

اِنتساب

اس ذاتِ گرامی

کے نام جن کے رُوحانی فیض و ارشاد نے مجھے اس ساحل تک پہنچا دیا جس کا نام "مدینہ" ہے

یعنی

محبوبِ حق امام السالکین حضرت شاہ محمد تقی عُرف عزیز میاں صاحب قبلہ
سجادہ نشین خانقاہ عالیہ نیازیہ بریلی شریف

ادنیٰ کفش بردار

بہزاد لکھنوی (نظامی نیازی)

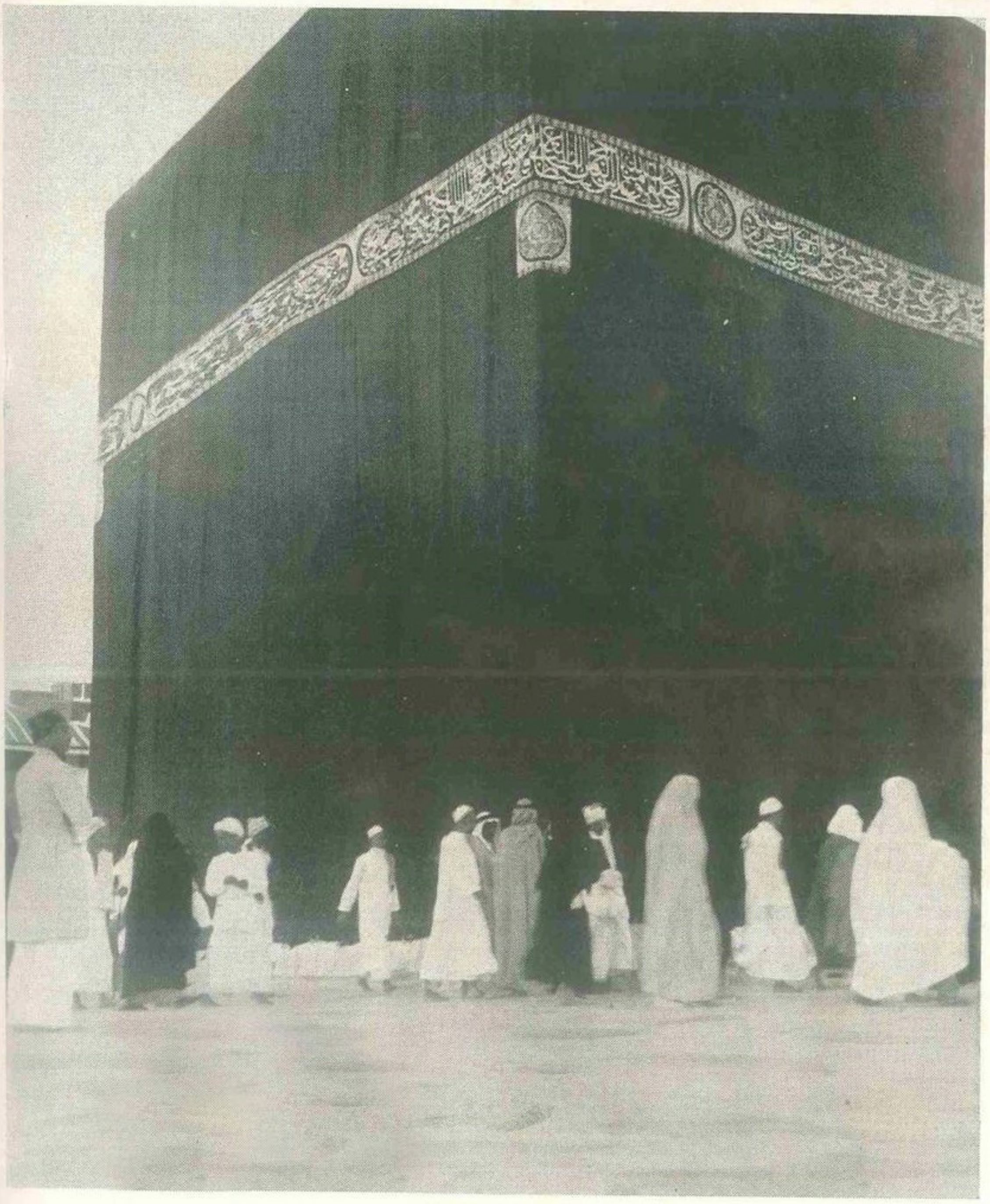
۳۴۹ پاکستان کوارٹرز۔ کراچی

ناشر:۔ پاکستان کوآپریٹو بک سوسائٹی لمیٹڈ، کراچی

مطبوعہ:۔ دین محمدی پریس لاہور

فہرست

جب اُن کا کرم ہوتا ہے



بیت اللہ

۷۸۶

جب اُن کا کرم ہوتا ہے

تو ہر بگڑی بن جاتی ہے۔ میرا ایمان ہے کہ ہر مسلمان کے دل میں ایک یہ آرزو ضرور ہوتی ہے کہ وُہ اپنی جبینِ عقیدت کو اُس روضۂ اقدس کے سامنے جُھکا دے۔ جو کون و مکان کا مقصود ہے۔ خواہ وُہ اُس آرزو کی شدّت محسوس کرے یا نہ کرے۔ یہی آرزو۔ یہی ارمان۔ یہی تمنّا میرے دِل میں بھی تھی۔ اَور میں مدتوں سے اُس کی شدت محسوس کر رہا تھا لیکن میں اپنے دل کو یہ کہہ کر سمجھا لیا کرتا تھا کہ جب ان کا کرم ہوگا یہ آرزو پُوری ہو جائے گی۔ اکثر میں اپنی بے مائیگی پر غور کرتا تھا۔ اپنے مرضِ اختلاج پر نظر ڈالتا تو مجھے یہ آرزو پُوری ہوتے نظر نہ آتی۔ مجھے ریڈیو اسٹیشن پر اتنا ہی معاوضہ ملتا ہے کہ میں گزر کر لُوں۔ صاحب جائداد ہوں نہیں۔ اختلاجِ قلب کے مرض میں تیس سال سے گرفتار ہُوں۔ کسی قسم کا مجمع۔ ہنگامہ برداشت ہی نہیں ہوتا۔ پھر بغیر ہمراہی کے سفر ناممکن۔ میں اپنی روزانہ زندگی میں بغیر ایک ہمراہی کے کہیں نہیں جاتا۔ حتیٰ کہ اپنی ملازمت پر بھی ایک ہمراہی ساتھ رکھتا ہوں۔ جو تمام اوقات میری میز کے دُوسری جانب میرے مقابل بیٹھا رہتا ہے۔ اس زندگی کا آدمی اَور اس بے بسی کا انسان ایسے لمبے اَور پُر ہنگام سفر کا تصوّر نہیں کر سکتا ہے لیکن مجھے تھا اَور ہے۔ اَور انشاء اللہ تا حیات رہے گا۔ مالی امکانات بھی میرے پاس نہیں تھے۔ جو اِن ضروریات کے لئے کچھ آسانی کا تصوّر کرتا۔ اِن خیالات میں تھا کہ اُن کا کرم ہوگیا۔

مجھے ریڈیو اسٹیشن میں ڈھونڈھتے ہوئے ایک سندھی زمیندار تشریف لائے۔ میں ڈگری مشاعرہ میں گیا ہوا تھا وُہ مجھ سے ملنے کے لئے کراچی میں مقیم رہے اَور میں اُن سے چوتھے دن ملاقی ہو سکا۔ یہ سندھی زمیندار اَور رئیس بڑی نورانی صورت کے مالک تھے میں ان کا نام ظاہر نہیں کر سکتا اُنہوں نے ممانعت فرما دی ہے آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے مجھ سے ملے اَور کہا۔

بہزاد صاحب میرا جی چاہتا ہے کہ آپ روضۂ حضور پر ہو آئیں اور ساتھ ہی ساتھ حج بھی کریں۔ میں نے کہا میں غریب آدمی ہوں۔ اخراجات کہاں سے لاؤں۔

انہوں نے فرمایا

میں اخراجات آپ کی خدمت میں نذر کر دوں گا۔

میں نے کہا

میں تنہا سفر نہیں کر پاتا ہوں

فرمایا

آپ اپنے گھر میں بھی اپنے ہمراہ لیتے جائیے

میں نے جب اُن کا شکریہ ادا کرنا چاہا تو انہوں نے کہا

یہ میں اللہ کے واسطے کر رہا ہوں۔ آپ پر کوئی احسان نہیں ہے۔

اتنا کہہ کر وہ تشریف لے گئے۔

جب اخبارات میں حج کے لئے درخواستیں طلب کی گئیں تو مجھے اُن کا ایک خط ملا جس میں چار سو روپیہ کا ایک چیک تھا اور تحریر تھی کہ آپ درخواست داخل کر دیجئے میں نے فوراً تعمیل کی۔ حج بکنگ آفیسر صدیقی صاحب انتہائی محبت اور اخلاق سے ملے درخواست داخل کرنے کے بعد میں نے ایک نعت نشر کی جو اس مجموعہ میں شامل ہے اُس کا مطلع یہ ہے:۔

اے صلِّ علیٰ حسرت و ارمانِ مدینہ
خالق نے کیا غیب سے سامانِ مدینہ

میرے دل میں ایک پریشانی اور بھی تھی وہ یہ کہ میرے ساتھ کوئی مرد ہمراہی نہیں تھا میں سوچتا تھا کہ ایامِ حج میں کیا کروں گا کہ اللہ تعالےٰ نے مولوی سید محمد سہیل نقشبندی چشتی کو میرے پاس بھیج دیا یہ میرے پرانے دوست اور ہم مذاق بزرگ ہیں۔ یہ بھی متمنیٔ زیارت تھے۔ انہوں نے بھی درخواست دے دی جب قرعہ اندازی کے ذریعہ نتیجہ برآمد ہوا تو نہ میرا نام تھا نہ میرے گھر کا نام اور نہ مولوی صاحب کا۔ مولوی صاحب کو بے حد صدمہ ہوا۔ لیکن میرا قلب خدا جانے کیوں مطمئن تھا۔ مولوی صاحب نے جب مجھ سے کہا تو میں نے جواب دیا کہ مولوی صاحب خدا جانے کیوں میرا قلب مطمئن ہے۔ میں نے سفارشوں کے ذریعے کام چلانا چاہا لیکن سوائے ناکامیوں کے کچھ حاصل نہ ہوا۔ لہٰذا میرے پاس جو آخری تدبیر تھی وہ میں نے کی۔ یعنی یہ کہ ایک التجائیہ نعت ریڈیو سٹیشن سے نشر کی جو اس مجموعہ میں شامل ہے جس کا مطلع یہ ہے۔

للہ کرم اے شہِ ذیشانِ مدینہ
دل ہی میں نہ رہ جائے یہ ارمانِ مدینہ

اس نعت کو نشر کئے ہوئے مشکل سے دس یوم ہوئے تھے کہ اُن کا کرم ہو گیا میں دفتر میں بیٹھا ہوا تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بجی۔ میں نے ریسیور اٹھا لیا۔ آواز آئی

میں بہزاد صاحب سے بات کرنا چاہتا ہوں

میں نے کہا

میں بول رہا ہوں فرمائیے

آواز آئی

میں صدیقی حج بکنگ آفیسر بول رہا ہوں۔ کیا حج کا ارادہ ترک کر دیا

میں نے کہا

نہیں

فرمایا

تو بیس تاریخ کو جو مصری جہاز چھوٹے گا اس سے چلے جائیے۔ کتنی سیٹیں چاہئیں؟

میں نے فوراً ہی مولوی صاحب کے خیال سے کہہ دیا

تین

فرمایا

بہت اچھا۔ میں تین سیٹیں آپ کے نام پر روکے لیتا ہوں۔ آپ سترہ تاریخ کو روپیہ لے کر آجائیے اور ٹکٹ وغیرہ لے لیجئے۔ ساتھ ہی ساتھ ٹیکے کل ہی لگوا لیجئے۔

میں نے اُن سندھی بزرگوار کو ٹیلی گرام کے ذریعہ سے یہ خبر دی اور دوسرے دن میں نے اپنے اور اپنے گھر میں ٹیکے لگوائے۔ پانچویں دن ان کا مبارکبادی کا خط اور دو ہزار کا چیک مجھے وصول ہو گیا۔ دوسرے دن سترہ تاریخ تھی۔ میں نے وہ چیک کیش کیا اور ہزاروں ارمانوں اور آرزوؤں کے ساتھ حج بکنگ آفس پہنچا۔ ہجوم غفیر کا یہ عالم تھا کہ کوئی کسی کا پُرسان نہیں ہو سکتا۔ یہ سارا مجمع حرم نبوی کے پروانوں کا تھا۔ سبحان اللہ کیا نورانیت اُن کے چہروں پر آشکار تھی۔ میں بھی اُن متبرک لوگوں میں گھستا ہوا دروازے تک بمشکل پہنچا۔ میرے ہمراہ مولوی سہیل اور میر حامد علی مراد آبادی تھے۔ میر حامد علی میرے محسن ہیں اور بڑے اوصاف کے مالک ہیں۔

دروازے والے ذرا سخت قسم کے آدمی تھے۔ کسی کو اندر آنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ یہ بھی اُنہیں کا کرم ہوا کہ اُن کو مجھ پر رحم آگیا۔ اندر جانے دیا۔

اندر صدیقی صاحب فدائیانِ رسول کے مجمع میں بہ یک وقت کئی کئی آدمیوں کو جواب دیتے ہوئے نظر آئے۔ میں نے ان میں ایک خاص بات یہ دیکھی کہ باوجود بیجا سوالات اور غیر ضروری گفتگو کے وہ ہر ایک کو ہنس کر جواب دیتے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی بولے۔ تین سیٹیں ہیں لیکن سیکنڈ کلاس کی۔ ڈک میں مطلق گنجائش نہیں ہے۔

میں نے کہا

اس وقت تو میں ڈک کے لئے حاضر ہوا تھا۔

بولے

کوئی بات نہیں۔ کل روپیہ لے کر آجائیے۔ کل تک میں یہ نشستیں آپ کے لئے رکھوں گا۔ میں وہاں سے بہت متفکر پلٹا۔ ایک ہزار روپیہ کی کمی تھی۔ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ یہ رقم کہاں سے آئے گی۔ بہت غمگین گھر پہنچا۔ میرے گھر میں بہت خوش خوش بیٹھی تھیں کہ میاں آتے ہوں گے۔ دور ہی سے ٹکٹ دکھاتے ہوئے کہیں گے۔ بی بی چلو سرکار کے قدموں میں سر جھکا آئیں۔ اس کے برخلاف مجھے غمگین دیکھ کر پوچھا۔ میاں کیا بات ہے۔ میں نے سارا حال کہہ سنایا۔ میری بات سنتے ہی اٹھیں اور ٹرنک کھولا۔ اس میں سے ایک بنڈل نکالا جو کئی کپڑوں کی تہہ میں تھا۔ اور مجھے دیتے ہوئے کہا۔ اس کو کھولئے۔ میں نے کھولا۔ اندر نوٹ تھے۔ گنے پورے ایک ہزار تھے۔ میں نے کہا یہ کیسے۔ بولیں۔ میں نے مرنے جینے کے لئے لگا رکھے تھے۔ وہ آپ کی خدمت میں پیش ہیں۔ آپ ہی کی کمائی ہے۔ میں نے حیرت سے دیکھا۔ اس پلندے میں اب سے تین ماہ پیشتر جو میں ایک روپیہ کے نوٹوں کی سو والی کاپی لے آیا تھا۔ وہ بھی تھی۔ یہ بھی ان کا کرم تھا۔ ۱۸ جون کو میں حج بکنگ آفس پہنچا۔ انوار صاحب اسسٹنٹ حج بکنگ آفیسر نے ہی میری مشکل آسان کر دی۔ پلگرم پاس دے دیا۔ اب اس کے بعد رقم جمع کرنے کا مسئلہ تھا۔ اکاؤنٹس آفیسر اتفاقاً جاننے والے نکلے۔ انہوں نے انتہائی محبت سے مجھے بٹھایا اور رقم لے کر داخل کر لی۔ اب اس کے بعد مجھے ٹریولرس چیک لینا تھا جو تیار ہونے لگا۔ وہاں سے کرایہ کی رقم لے کر میں جہاز کے دفتر میں داخل ہوا۔ وہاں بھی انہیں کا کرم شاملِ حال تھا۔ انچارج سالم عربی نے مجھے اندر بلا لیا۔ روپیہ لے کر ٹکٹ دے دیئے۔ اور نشستوں کا ٹکٹ بھی دے دیا۔ چار نشستوں کا ایک ہی کیبن تھا نمبر ۲۸۔ اس میں مجھے میرے گھر میں مولوی سہیل اور ایک پنجابی نوجوان کو بک کر دیا۔ تقریباً گیارہ بجے شب میں مجھے

ٹریولر چیک ملا۔ ۱۹؍جون ۶۶ء کا پورا دن سامان کی خرید و فروخت میں صرف ہوگیا۔ ۲۰ تاریخ کو دوپہر کے وقت میں نے بیس سیر چاول اور ایک من گیہوں خرید کر بک کرائے اور ٹھیک چار بجے گودی پہنچا۔ مجھے پہنچانے کے لئے میرا بڑا لڑکا انور بہزاد نیوز ریڈر ریڈیو پاکستان کراچی اور میرے دوست میر حامد علی مراد آبادی اور الحاج صوفی لطیف الرحمٰن صاحب رئیس دہلوی و لندن صاحب جو میرے بہت پرانے رفیق کار اور ساتھیوں میں سے ہیں میرے ہمراہ تھے۔ میں جب کسٹم کے شیڈ میں داخل ہوا۔ سامان چیک ہو گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہی فرشتہ رحمت مسکراتا ہوا چلا آتا ہے جس نے اللہ کے واسطے مجھے حضورؐ کے دیار پہنچانے کا ثواب حاصل کیا۔ باہر ہرے رنگ کی بڑی کار کھڑی ہوئی تھی۔ وہ سیدھے حیدر آباد سے مجھے رخصت کرنے کے لئے آئے تھے۔ مجھ سے گلے ملے مجھے ہار پہنائے اور سب سے رخصت ہو کر شام کے ۶ بجے جہاز میں داخل ہو گئے۔

یہ جہاز مصری تھا۔ جمہوریہ مصر سکینڈ کلاس آرام دہ نہ تھا۔ ہوا کا کوئی انتظام نہ تھا۔ تقریباً ۱۲ بجے شب میں جہاز دیارِ حبیبؐ کی طرف روانہ ہوا۔

جہاز کے آٹھ دن

مجھے خلافِ معمول ۱۲ بجے شب ہی میں نیند آگئی۔ صبح اٹھا تو چائے ملی انتہائی ناقص۔ جہاز میں جو غذا بڑے درجے والوں کو مل رہی تھی وہ مصری انداز کی بے حد بدذائقہ اور عجیب و غریب تھی۔ ڈک والے بھی شاکی تھے۔ سمندر متلاطم تھا۔ ہر طرف سے استفراغ اور چکر کی آوازیں بلند ہوئیں۔ میرے گھر میں اور مولوی سہیل دونوں چکر اور متلی میں مبتلا ہو گئے لیکن مجھ پر اُن کا کرم تھا۔ ذرہ برابر کوئی پریشانی ہی نہ تھی۔ اختلاج کوئی کیفیت مجھ پر گویا تھی ہی نہیں۔ حالانکہ مجھ کو ہر وقت اختلاج رہتا ہے۔ پانچ دن تک تو میں کیبن کے باہر ہی نہ نکلا۔ پانچویں دن اوپر پہنچا۔ ڈائننگ ہال کے سامنے بڑا ڈرائنگ روم تھا۔ اس میں حجاج بیٹھے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر اوپر ٹھہرا پھر نیچے آگیا امیر الحج عبدالحمید صاحب لاہوری تھے اور سالم عربی خود بھی اس جہاز سے سفر کر رہے تھے۔ میرے اور

جاننے والوں میں سے سلام صاحب اور رائے محمد یونس بھی تھے۔ اُن کے علاوہ ایک کونے میں بھائی عبدالقیوم جبلپوری ٹھیکیدار بھی اپنی بیوی اور دو پیاری پیاری چھوٹی بچیوں کے ساتھ نظر آئے۔ میرے سامنے کے کیبن میں خلیل الدین احمد صاحب ایڈووکیٹ اور ان کی بیگم بھی تھیں۔ ان کے ساتھ بیشتر وقت اچھا گزرا۔ ان فدائیوں میں ایک بہن سہروردی بیگم بھی فرسٹ کلاس میں سفر کر رہی تھیں۔ بڑی صاحب قلب عورت تھیں۔ سادات حسنی بریلوی کے سلسلہ سے ہیں۔ پان کی بہت شوقین۔ کھانے کے علاوہ کھلانے کی بھی شوقین۔ اکثر کیبن میں میری بیوی کے پاس آجاتی تھیں۔ ساتویں دن یلملم کی پہاڑی پر انجن نے سیٹیاں دیں۔ ہر شخص نہایا دھویا۔ پہلے ہی سے تیار تھا۔ وضو کر کے دو رکعت نماز نفل ادا کیں۔ اور احرام باندھ لیا۔ تین گز کا ایک تہبند اور تین گز کی ایک چادر۔ رات کو سو رہا خیال یہ تھا کہ جہاز دوسرے دن قریب شام کے جدہ پہنچے گا۔ یکایک صبح ہی سے شور مچ گیا۔ جدہ آگیا۔ جدہ آگیا۔ میں نے روشن دان سے جھانکا۔ سامنے متعدد جہاز کھڑے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

جدّہ

صبح صادق ہو چکی تھی۔ جمہوریہ مصر بے حد آہستہ ساحل کی طرف بڑھ رہا تھا۔ جلدی جلدی سامان باندھنا شروع کر دیا۔ سامان باندھنا ہی کیا تھا۔ سکینڈ کلاس میں بستر جہاز والوں کا تھا۔ صرف تھوڑا سا سامان پاندان، لوٹا وغیرہ جلدی جلدی کنڈیا میں رکھ دیا اور تیار ہو گیا۔ یکایک ساحل نزدیک آتا ہوا نظر پڑا۔ ساحل پر سرخ رنگ کی بڑی بڑی لاریاں بڑی تعداد میں قطار در قطار کھڑی ہوئی دکھائی دیں ساحل قریب آتا گیا۔ یہاں تک کہ چند گز کا فاصلہ رہ گیا۔ ایک لاری سے لاؤڈ سپیکر پر مسلسل اردو میں اعلان سنایا جانے لگا۔ ہم حجاجِ پاکستان کو اس سرزمینِ اقدس کی آمد پر ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں اور ان کو ہدایت کرتے ہیں کہ وہ صرف چھوٹا موٹا سامان جو خود لا سکتے ہیں لے کر اتر آئیں۔ بڑا سامان جہاں پڑا ہے وہیں چھوڑ دیں۔ کسی قلی کو ایک پیسہ نہ دیں۔ جہاز رک گیا اور ایک سیڑھی لگا دی گئی۔ حجاج یکے بعد دیگرے اس سیڑھی سے اترنے لگے۔ میں بھی اترا۔ سیڑھی کے پاس ہی ہمارے سفیر الحاج خواجہ

شہاب الدین کھڑے ہوئے تھے جو ہر حاجی کو خوش آمدید کہہ رہے تھے۔ مجھے دیکھ کر فرمانے لگے بہزاد صاحب اتنی جلدی سفید ہو گئے۔ سیڑھی سے ملی ہوئی ایک طاقتور سرخ لاری کھڑی ہوئی تھی۔ جس کا دروازہ ڈرائیور کے پہلو کی طرف تھا۔ ایک ایک کر کے پینتالیس ۴۵ مسافر اس لاری میں داخل ہوئے لاری روانہ ہو گئی۔ دوسری نے فوراً اس کی جگہ لے لی۔ یہ لاری حجاج کو تقریباً ایک میل کے فصل پر ایک ہال میں پہنچا گئی۔ جہاں قطار بنا کر حجاج کو اپنا طبّی سرٹیفکیٹ چیک کرانا پڑا۔ اب ایک دوسرے قطعہ میں داخل ہوئے۔ جہاں دو ۲ رویہ عربی لباس میں لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ ہر حاجی سے پوچھتے تھے۔ معلّم کون؟ جواب ملنے پر وہ اس معلّم کے وکیل کی سپردگی میں دے دیا جاتا تھا۔ مجھ سے بھی سوال ہوا۔ معلّم کون؟ میں نے کہا محمود ناصر۔ کراچی سے چلتے وقت مجھے ایک ایجنٹ نے اس نام کا تعارف کرایا تھا۔ اور میں نے وہیں سے اُن کو معلّم بنا لیا تھا خود محمود ناصر سے میں ناواقف تھا۔ مجھے فوراً حسنین وکیل کے سپرد کیا گیا۔ یہ محمود ناصر کے وکیل جدّہ میں تھے۔ میرا پاسپورٹ لے لیا گیا اور مجھے ایک قلی کے ہمراہ کسٹم شیڈ میں پہنچا دیا گیا۔ یہ شیڈ ایئر کنڈیشنڈ تھا۔ ٹھنڈا پانی برابر مل رہا تھا۔ یہاں پختہ فرش تھا۔ ہر پانچ منٹ کے بعد سامان سے لدا ٹرک اندر آتا تھا اور حاجی صاحبان اپنا سامان تلاش کر کے قلی کے ذریعے پاس رکھوا لیتے تھے۔ تقریباً ایک گھنٹہ میں میرا سامان بھی آ گیا۔ اس سامان کا سعودی کسٹم نے معائنہ کیا اور بڑی رعایت اور اخلاق کا مظاہرہ کیا۔ سامان کو وہیں چھوڑ کر باہر نکلا ایک لاری وہاں موجود تھی جو حاجیوں کو لے کر مدینۃ الحجاج کو روانہ ہوئی۔ جدّہ شہر کے اندر داخلہ کے بعد محسوس ہوا گویا بجائے مشرق کے میں مغرب میں ہوں۔ چہار جانب خوبصورت مغربی انداز کی کوٹھیاں جن میں باغیچے بھی تھے۔ دو رویہ چلی گئی تھیں۔ سڑکوں پر ٹریفک کانسٹیبل بھی نظر پڑے۔ اعلیٰ قسم کے موٹروں کی قطاریں ادھر ادھر برابر چلتی ہوئی نظر آئیں۔ وہاں کی ٹیکسیوں میں وہ گاڑیاں نظر آئیں جیسی ہمارے یہاں کے بڑے رؤسا استعمال کرتے ہیں۔ تقریباً ڈیڑھ دو میل چلنے کے بعد لاری ایک احاطہ

کے اندر داخل ہوئی جس میں متعدد بارکیں بنی ہوئی تھیں۔ ایک بارک میں تقریباً سات بڑے بڑے ہال تھے۔ ہر ہال میں بجلی کے پنکھے لگے ہوئے تھے۔ اور بجلی کے قمقمے۔ ہر چار بارکوں کے ساتھ دس ۱۰ بارہ ۱۲ پاخانے اور دس بارہ نل لگے ہوئے تھے۔ نلوں سے پانی چوبیس گھنٹے جاری رہتا تھا حسنین وکیل کے آدمی نے ہمیں ایک بڑے ہال میں ٹھہرا دیا جہاں محمود ناصر کے اور حجاج کو بھی ٹھہرنا تھا۔ ایک ایک کر کے یہ ہال بھر گیا۔ یہاں بھی مسلسل سامان لے کر ٹرک آتے رہے۔ پورا سامان آ جانے کے بعد میں نے ٹریولر چیک بھنایا۔ حج نوٹوں کے معاوضے میں لوگوں کو سات سو کے تقریباً ساڑھے پانچ سو ملے۔ سَو ۱۰۰ روپیہ کا نوٹ چھہتر ۷۶ ریال سعودی میں بھنا۔ لیکن مجھے ٹریولر چیک کے باعث پوری رقم سے پینتیس ۳۵ ریال زائد ملے۔ اس احاطہ کے اندر ایک عالی شان مسجد بنی ہوئی تھی جس میں سے اذان لاؤڈ سپیکر کے ذریعے بلند ہوتی تھی۔ یہاں کے مؤذن اور امام کا کیا کہنا۔ بہترین قرأت اور دل آویز لحن۔ روح کو مُکیّف کرتا تھا۔ مدینۃ الحجاج سے ملا ہوا ایک بازار تھا جس میں متعدد ہوٹل اور بساط خانہ کی دکانیں تھیں۔ پہلے دن میں نے کھانا بازار سے کھایا۔ رُبع ریال کی ایک روٹی اور رُبع ریال کی مسور کی پکی ہوئی دال خریدی۔ ایک ہفتہ جہاز کی ناقابلِ قبول غذا کے بعد یہ دال بیحد مزیدار معلوم ہوئی۔ برف کا ٹھنڈا پانی پی کر جو کیفیت حاصل ہوئی۔ مدت العمر میں کبھی نہ پائی۔ قریب شام کے وکیل حسنین خود آئے۔ آپ ایک ذرا موٹے قسم کے ہنس مکھ عرب ہیں۔ اردو بھی بولتے ہیں، فارسی بھی۔ آتے ہی سوا گیارہ ۱۱ ریال مکّہ شریف کا کرایہ اور پچاسی ۸۵ ریال فیس معلّمی ہر حاجی سے وصول کی اور رسید دے دی اور کہا کہ روانگی کل شام کو بعد مغرب ہوگی۔ ابھی بہت سے حاجیوں کا سامان نہیں آیا ہے۔

مدینۃ الحجاج میں ایک طرف ہندوستان کا شفاخانہ تھا اور اس کے برابر ہی پاکستانی۔ ایک ہندوستانی ڈاکٹر مجھے دیکھتے ہی لپٹ گئے۔ یہ بریلی کے رہنے والے تھے۔ اور میرے پیر بھائی تھے۔ ڈاکٹر متین نیازی انہوں نے فوراً چاء منگوائی۔ پیتے اور پلاتے رہے۔ اُن سے رخصت ہو کر میں نے ٹیکسی کی اور سوق الکبیر پہنچا۔ یہ

جدہ کا بڑا با رونق بازار ہے۔ دو رویہ اعلیٰ سامان کی دکانیں سجی ہوئی تھیں۔ مجھے سوکھے پان خریدنا تھے۔ کراچی سے لائے ہوئے سارے پان خراب ہو چکے تھے۔ ایک دکان پر مجھے سوکھے پان مل گئے۔ وہاں سے میں سوق الکبیر کے اندر مڑا۔ مجھے ایک اور احرام احتیاطاً خریدنا تھا۔ یہاں احرام عموماً بڑے دو تولیوں پر مشتمل بکتے ہیں۔ میں ایک جوڑا خرید ہی رہا تھا کہ دور سے جانی پہچانی صورت نظر پڑی۔ یہ رؤف صاحب تھے۔ جب میں آل انڈیا ریڈیو دہلی میں تھا۔ اور نئی دہلی میں رہا کرتا تھا تو ان کا کوارٹر میرے برابر تھا۔ غریب بڑھ کر مجھ سے لپٹ گئے۔ تادیر باتیں ہوتی رہیں۔ ان سے رخصت ہو کر جائے قیام پہنچا۔ تھکا ہوا بے حد تھا۔ عشاء کی نماز کے بعد ہی لیٹ گیا۔ تقریباً آنکھیں بند ہوئی تھیں کہ لاؤڈ سپیکر سے ایک مسلسل صدا بلند ہوئی۔ بہزاد صاحب لکھنوی براہ کرم مسجد کے دروازے پر تشریف لائیں۔ اُن سے ممتاز رومیلے ملنا چاہتے ہیں۔

عزیز ترین شاگرد

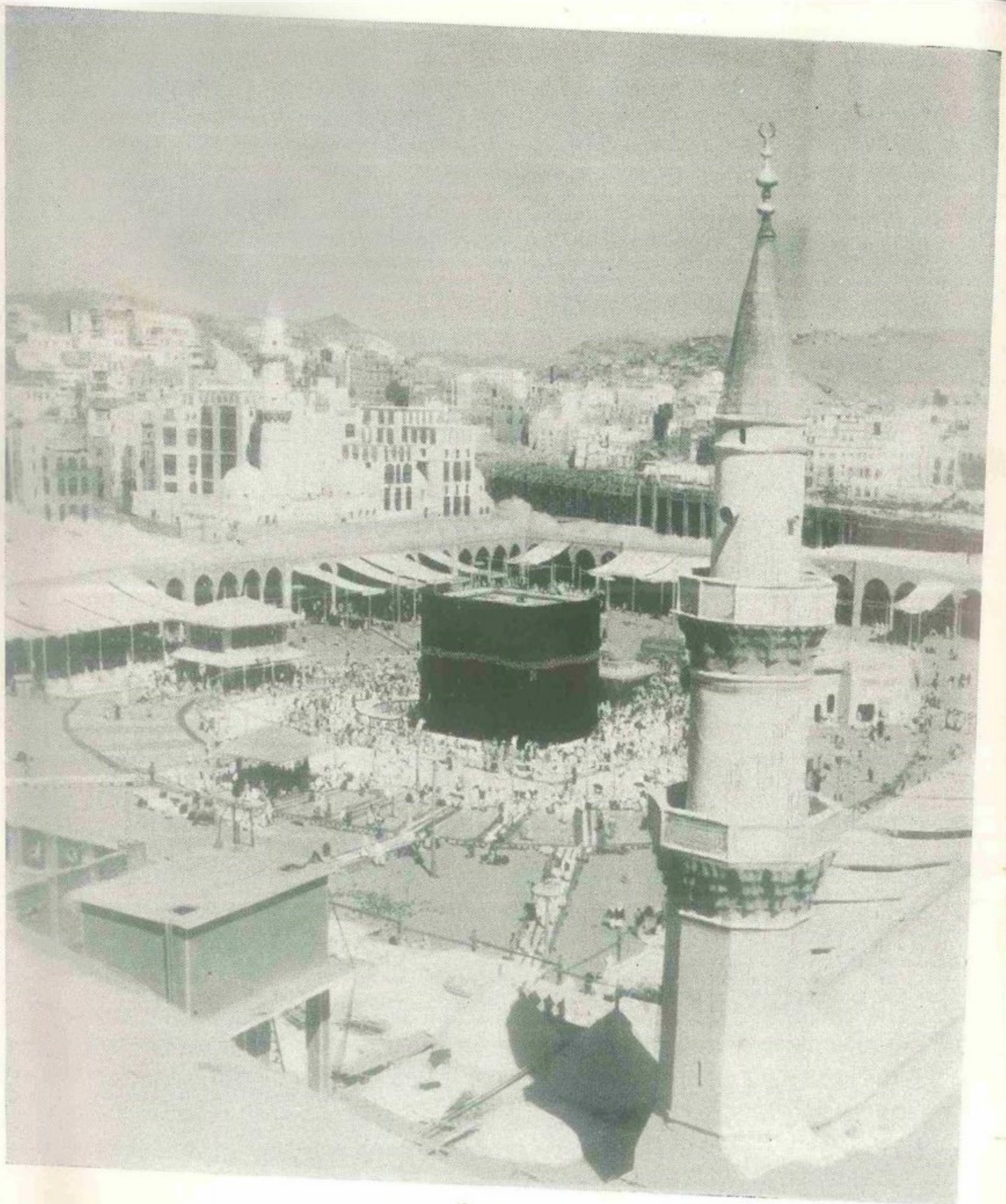
اپنے نام کا اعلان سن کر حیرت ہوئی۔ اٹھ بیٹھا اور سیدھا مسجد کے دروازے پر پہنچا۔ بھائی رؤف کے ہمراہ ایک نوجوان نظر آیا جو مجھے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ میں فوراً پہچان گیا۔ یہ دہلی میں مجھ سے اصلاح لیا کرتا تھا۔ اور مجھ سے بے حد محبّت کرتا تھا۔ وہ مجھ سے بڑھ کر لپٹ گیا۔ بڑی دیر تک باتوں کے بعد بولا کہ کل دوپہر کو کھانا میرے گھر کھائیے معہ اُستانی کے۔ میں کار لے کر آ جاؤں گا۔ دوسرے دن دوپہر کو وہ کار لے کر آیا اور مجھے اپنے گھر لے گیا۔ وہاں میرے علاوہ جناب موسوی بھی تھے جو ہمارے پاکستانی سفارت خانے کے ایک ممتاز آفیسر ہیں۔ کھانے میں یوپی کے پورے تکلفات تھے۔ کراچی چھوڑنے کے دسویں دن پاکستانی غذا ملی تو روح خوش ہو گئی۔ کھانے کے بعد گرما گرم شیریں چائے اور مزا دے گئی۔ تقریباً عصر کے وقت ممتاز نے مجھے مدینۃ الحجاج چھوڑا اور کہا۔ اُستاد۔ آپ لاری سے مکّہ معظّمہ نہ جائیے۔ کرایہ ادا ہی ہو چکا ہے۔ میں تنازل لئے لیتا ہوں اور آپ کو اپنی کار پر پہنچا دوں گا۔

حجاج کی لاری روانہ ہونے کے تقریباً دو گھنٹے بعد ممتاز اپنی کار لے کر آئے۔ میرا سامان خود

اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر کار کے اندر رکھا پچھلی سیٹ پر ممتاز کی دُلہن اور بہن اور دو چھوٹے بھانجے تھے۔ جن کے ساتھ میرے گھر میں بیٹھ گئیں۔ ممتاز کے برابر میں اور مولوی سہیل بیٹھے۔ ممتاز بڑا عمدہ ڈرائیور ہے۔ کار کو لے کر بڑی سرعت کے ساتھ روانہ ہوا۔ دو رویہ عمارتوں کی قطاریں نظر آ رہی تھیں جن میں بجلی کا چراغاں بڑا لطف دے رہا تھا۔ جا بجا ہوٹل اور قہوہ خانوں کی بہتات تھی۔ تقریباً چھ سات میل تک یہی سلسلہ رہا۔ آخر میں شاہی محل نظر پڑا جس کی پوری فصیل اور دروازے پر بجلی کے قمقمے عجیب نظارہ پیش کر رہے تھے۔ محل کے بعد آبادی ختم ہوئی۔ درمیان میں کئی آبادیاں پڑیں۔ ایک جگہ پاسپورٹ چیک ہوئے۔ اور ہم تقریباً شب کے ایک بجے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ مکہ مکرمہ کے ایک جانب محلہ جیاد اور محلہ مسفلاح ہے۔ ہمیں محلہ جیاد جانا تھا۔ چھوٹی سی گلی کے اندر متعدد لاریاں اور کاریں استادہ تھیں۔ ہر دس پندرہ قدم کے بعد ایک مطوف اور معلّم کا بورڈ ضرور نظر آتا تھا۔ یہاں تک کہ محمود ناصر کا بورڈ دیکھ کر کار رک گئی۔ محمود ناصر کے دفتر میں میرا سارا سامان رکھوا دیا گیا اور ان کا آدمی مجھے ایک مکان کی چھت پر لے گیا۔ جہاں چاندنی اور قالینوں کا فرش تھا۔ اور چار جانب گاؤ تکیے لگے ہوئے تھے۔ وہاں پہنچ کر ہم نے احرام بدلے۔ وضو کیا اور ممتاز سے رخصت ہو کر حرم شریف کے طواف کے لئے چلے۔ تلبیہ وردِ زبان تھا۔ آگے آگے معلّم کا آدمی زور زور سے دعا پڑھتا تھا اور ہم اس کو زبان سے دہراتے تھے۔

حرمِ کعبہ

میں معلّم کے ہمراہ احاطہ میں داخل ہوا۔ زیرِ تعمیر ایک چوکور عمارت کے درمیان سے گزر کر وہ ایک دروازے سے اندر داخل ہوئے۔ سامنے ہی کعبۃ اللہ تھا۔ طواف کرنے والوں کے اژدہام کا کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ ہر شخص مستانہ وار اس سیاہ پوش کوٹھڑی کے چاروں طرف گردش کر رہا تھا۔ دعاؤں کی آوازیں چار سو بلند تھیں۔ مجھے ایک عالمِ نور چار جانب نظر آیا۔ اختلاجی کیفیت ایسے ہنگاموں میں اکثر بڑھ جاتی ہے لیکن مجھے کچھ محسوس نہ ہوا۔ معلّم کے ہمراہ میں نے سات طواف ادا کئے۔ مقامِ ابراہیم پر دو رکعت نماز نفل ادا کئے۔ پھر چاہِ زمزم پر جا کر سیر ہو کر پانی پیا۔ دعا



خدا کا گھر

مانگی۔ پھر معلّم کی ہمراہی میں صفا مروا میں داخل ہوا۔ حرم سے متصل ہی یہ جگہ ہے جس کے اوپر چھت پڑی ہوئی ہے۔ اور ایک بڑے ہال کی قطع ہو گئی ہے۔ چہار طرف دروازے ہیں۔ درمیان میں آدھی دیوار اٹھا دی گئی ہے تاکہ آنے جانے کا راستہ ممیز ہو سکے۔ یہ عمارت زیرِ تعمیر ہے۔ یہاں بھی سعی کرنے والوں کا وہ اژدہام تھا کہ بیان سے باہر۔ یہاں بھی میں نے معلّم کے ہمراہ دعائیں پڑھتے ہوئے سات چکر کاٹے۔ اب باہر آیا۔ فجر کی اذان ہو رہی تھی۔ نماز کے بعد جائے قیام پر آیا۔ معلّم نے ایک نائی کو بلوا دیا تھا۔ جس نے سر کے بال صاف کئے۔ اب احرام کھل گیا۔ یہ ذی الحجہ کی تیسری تاریخ تھی۔

جائے قیام

معلّم محمود ناصر سے یہاں ملاقات ہوئی۔ آدمی بہت اچھے اور سمجھ دار تھے لیکن اپنے کارکنوں کے شاکی تھے۔ اُن کے آدمی نے مجھ سے کہا کہ آپ اپنے رہنے کے لئے کوئی مکان کرایہ پر لے لیں۔ میں نے دو تین مکان دیکھے۔ جن کا کرایہ تین سو ریال تک تھا۔ لیکن مجھے کوئی پسند نہ آیا۔ میں نے اور محلّوں میں بھی مکان نجی طور پر دیکھے لیکن کرایے بہت تھے۔ اور حرم سے بھی دور تھے۔ میں تمام دن تھک کر گھر پہنچا تھا کہ مجھے معلّم عبد الہادی سکندر کا پیام پہنچا کہ آپ میرے وہاں قیام کریں۔

معلّم عبدالہادی سکندر

آپ عرب ہیں لیکن لکھنؤ میں بچپن سے رہتے ہیں۔ وہیں تعلیم پائی۔ اور اب وہیں ایک مدرسے کے مہتمم ہیں۔ ان کے والد مرحوم سے میری ملاقات تھی۔ میرے سامنے مدرسہ عین القضاۃ رحمۃ اللہ علیہ میں پڑھنے جایا کرتے تھے۔ میں وہاں چلا گیا۔ نزدیک ہی ایک پہاڑی پر ان کے قبضے میں ایک زیرِ تعمیر کوٹھی تھی۔ وہاں مجھے قیام کرا دیا گیا۔ کرایے کے سوال کی نوبت ہی نہیں آئی۔ اس لئے کہ ان کے صاحبزادے عبد الباقی سکندر اپنے ہمراہ لے گئے تھے۔ اور اُن کی زبانی معلوم ہوا کہ عبد الہادی سکندر جدّہ میں ہیں لیکن چلتے وقت وہ یہ کہہ گئے ہیں کہ بہزاد صاحب سوائے میرے اور کہیں نہیں ٹھہر سکتے۔ دوسرے ہی دن سے اُن کے

حجاج آنے شروع ہو گئے اور تمام کمروں میں تل رکھنے کی جگہ نہ رہی۔ مجھے بھی اس بڑے کمرے میں سے نصف کمرہ دینا پڑا۔ ۶ ذی الحجہ کو عبدالہادی سکندر کے بھائی قدیر صاحب میرے پاس آئے اور بیس ۲۰ ریال فی کس کے حساب سے انہوں نے ہر شخص سے کرایہ لیتے وقت مجھ سے بھی لے لیا۔ شام ہی کو وہ پھر میرے پاس آئے اور بولے۔

واہ صاحب آپ نے مجھے بھائی صاحب سے ڈانٹ کھلوادی۔ آپ نے یہ کیوں نہیں کہا کہ آپ مہمان ہیں، اپنا کرایہ واپس لیجیے۔ سات تاریخ کو معلّم محمود ناصر کا آدمی آکر مجھ سے پچپن ۵۵ ریال فی کس لے گیا۔ ان پچپن ۵۵ ریال میں پینتیس ۳۵ ریال بس کا کرایہ تھا اور بیس ۲۰ ریال چھولداری کا۔

حج

آٹھ تاریخ کی صبح تھی کہ دو رکعت نماز نفل کے بعد حج کا احرام باندھ لیا گیا اور صرف ایک بالٹی اور چند برتن ایک دری ایک تکیہ خود اٹھا کر حجاج لاری پر بیٹھ گئے۔ تقریباً ۳ میل کی مسافت پر لاری منیٰ کی وادی میں داخل ہو گئی۔ یہاں تین بڑی سڑکیں تھیں جن میں قطعات کئے ہوئے تھے۔ ان قطعات کے درمیان معلّمین کی بے شمار چھولداریاں نصب تھیں۔ چوبیس گھنٹے یہاں قیام کے بعد دوسرے دن صبح ہم میدانِ عرفات کے لئے روانہ ہوئے۔ ڈیڑھ گھنٹے میں میدان عرفات پہنچے۔ یہیں دوپہر کا کھانا معلّم محمود ناصر کی طرف سے حجاج کو دیا گیا۔

بھائی عبّاسی

عرفات کے میدان میں برادرم رحمت اللّٰہ عبّاسی صابری سے ملاقات ہوئی۔ مجھے ڈھونڈتے ہوئے آئے۔ یہ آخری جہاز سے آئے تھے اور میری ہی محبت میں معلّم ناصر کی معلّمی میں داخل ہو گئے تھے۔ صابری سلسلے کا یہ درخشندہ ستارہ جس کیف و رنگ کا مالک ہے سبحان اللّٰہ۔ یہاں ظہر کی نماز قضا کی اور عصر کے ساتھ ملا کر پڑھی۔ شام کو معلّم کی قیادت میں جبل رحمت پر حاضری دی۔ وہاں دعائیں مانگی گئیں۔

مزدلفہ

واپسی پر مغرب کے قریب حجاج کی روانگی شروع ہو گئی۔ شب مزدلفہ میں گزارنی تھی۔

مغرب کی نماز قضا کی گئی۔ تقریباً اسّی ہزار لاریاں تھیں جو سڑک پر یکے بعد دیگرے چل رہی تھیں۔ یہ منظر قابلِ دید تھا۔ ایک سانحہ ایک واقعہ ایک ایکسیڈنٹ نہیں ہوا۔ تقریباً نصف شب کے بعد مزدلفہ پہنچے جہاں لاری کو ایک مقام پر روک دیا۔ سارے حاجی لاری کے برابر ہی دریاں بچھا کر بیٹھ گئے یہاں مغرب اور عشاء ملا کر پڑھی گئی۔ ۵۱ کنکریاں چُن لی گئیں اور صبح ہوتے ہی روانگی ہو گئی۔

منیٰ

واپسی سیدھی منیٰ کو ہوئی۔ کیمپ میں اترے۔ ایک شیطان کو کنکریاں ماریں اور سیدھے قربانی کے لئے روانہ ہوئے۔ تقریباً ایک میل کے فاصلے پر ایک احاطہ میں بے شمار جانور موجود تھے۔ میں نے اٹھائیس ۲۸ اٹھائیس ۲۸ ریال کر دو بکرے خریدے۔ دو ۲ دو ۲ ریال ذبح کرائی دیئے۔ گوشت وہیں پر چھوڑ دیا۔ لا کر کیا کرتا۔ باہر نکلا۔ ایک مقام پر کٹی نائی سر مونڈتے ہوئے دیکھا ٹھہر گیا۔ ایک ریال دیکر سر منڈایا اور چھولداری میں واپس آگیا۔

پاکستانی سفارتخانہ کی دعوت

۱۱ ذی الحجہ کو پاکستانی سفارت خانہ کی طرف سے حجاجِ پاکستان کو دعوت دی گئی تھی۔ ظہر کے بعد دعوت میں پہنچا۔ الحاج خواجہ شہاب الدین سفیرِ پاکستان خود بہ نفسِ نفیس ایک ایک حاجی کو مبارکباد پیش کر رہے تھے۔ وہاں جناب چوہدری خلیق الزماں، جسٹس لاری اور حسین امام صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔ یہاں پلاؤ، زردہ، آلو کا سالن اور روٹی ملی۔ یہ کھا کر جو لطف آیا ہے بیان سے باہر ہے۔

دعوت کے بعد میں بذریعہ لاری مکہ مکرمہ طواف کے لئے گیا اور شام کو واپس آگیا۔ ۱۲ ذی الحجہ کو تینوں شیطانوں کو کنکریاں مارنا تھیں۔ مجمع کی وہ کیفیت تھی کہ خدا کی پناہ۔ بھائی عبّاسی اور اپنے عزیز ترین شاگرد ممتاز کے ہمراہ میں بھی اس مجمع میں گھسا۔ یہ انہیں کا کرم تھا کہ میں کنکریاں مار سکا ورنہ میرے جیسے اختلاجی آدمی کی یہ قوت نہیں ہو سکتی۔ آج تمام حجاج واپس ہو رہے تھے لیکن میں رک گیا۔ ۱۳ ذی الحجہ کا قیام سنّت ہے۔ ۱۳ ذی الحجہ کو بھی تینوں شیطانوں کے کنکریاں

ماریں۔ آج بہت فراغت تھی۔ بھیڑ بالکل نہیں تھی۔ ۱۳ ذی الحجہ کو میں پھر مکہ مکرمہ واپس آگیا۔

مکہ کا قیام

مکہ مکرّمہ کے شب و روز کا کیا کہنا۔ بیت اللہ کے طواف میں جو کیف ملتا ہے وہ زبان سے بیان نہیں ہو سکتا۔ میں نے ہر آنکھ کو نم دیکھا اور اپنے کانوں سے آہ و بکا اور توبہ کی آوازیں سنیں ہیں۔ میں جہاں ٹھہرا تھا۔ وہیں بھائی شفیع الرحمٰن صاحب بچھرایونی نیازی بھی ٹھہرے ہوئے تھے۔ میرے پیر بھائی تھے۔ مجھے دیکھتے ہی لپٹ گئے۔ تا دیر ہم لوگ اپنے شیخ محبوب حق امام السالکین سرکار عزیز میاں صاحب قبلہ سجادہ نشین خانقاہ عالیہ نیازیہ بریلی شریف کو یاد کر کے روتے رہے۔ صفا مروا کے بازو میں قرآن محل کراچی کے مولانا محمد سعید صاحب سے بھی اتفاقاً ملاقات ہو گئی۔ اور وہیں مشہور پریس کراچی کے مالک برادرم محمد تقی صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔ بڑے صاحبِ دل آدمی ہیں۔ مکہ مکرمہ کے قیام میں عمرہ کا بڑا لطف آتا ہے۔ خدا ہر مسلمان کو یہ سعادت نصیب کرے۔ آمین۔ ایک دن مولانا عبد الحامد صاحب بدایونی سے بھی ملاقات حرم میں ہو گئی۔ لطف آگیا۔ وہ بھی عمرہ کے لئے آئے تھے۔

الحاج مولانا کرم علی

میرے بڑے پرانے کرم فرما ہیں۔ مستقلاً جدہ میں رہتے ہیں۔ میں حاجی اصطفےٰ خاں صاحب سے ملنے کے لئے گیا تھا۔ وہاں مولانا سے بھی ملاقات ہوئی۔ پھر کیا تھا۔ تقریباً ہر دوسرے تیسرے دن ملاقات ہونا ضروری تھی۔ پان خوب کھاتے اور کھلاتے ہیں۔ حکومت میں اچھا اثر رکھتے ہیں۔ ہر حاجی کی مشکل میں ہر صورت سے کام آتے ہیں۔

مولوی عبد الغفور صدیقی

سعودی عرب میں ملازم ہیں۔ بڑی محبت کے آدمی ہیں۔ ان سے وہیں اتفاقیہ ملاقات ہوئی۔ میری بڑی عمدہ دعوت کی۔ اللہ خوش رکھے قیام کے دوران میں بھائی عبّاسی اور عبد القیوم ٹھیکیدار کی محبتیں بھلائی نہیں جا سکتیں۔ ہر ہفتہ حجاج کی روانگی مکہ مکرمہ سے ہو رہی تھیں۔ یکایک عبد الہادی سکندر خود تشریف لائے۔ اور مجھے اپنے مسکونہ مکان میں منتقل کرا لیا۔ یہاں کافی سہولیت تھی۔ پاخانہ، غسل خانہ کمرہ کے ساتھ ہی میں تھا۔ اور شب میں

چلانے کے لئے اپنا بجلی کا پنکھا بھی دے دیا۔ یہ پنکھا ایک ہفتہ کے بعد خراب ہو گیا تو مولانا کرم علی صاحب نے اپنا پنکھا مجھے بھیج دیا۔ مکہ مکرمہ میں ایک ماہ چار یوم قیام کے بعد خدا خدا کر کے وہ دن آیا کہ دیارِ حضورؐ کو روانگی کے لئے لاریاں آگئیں۔ سامان کے دو حصے کر لئے۔ جو سامان زیادہ تھا۔ وہ جدہ میں وکیل کی سپردگی میں دے دیا تھا۔ باقی ہمراہ لے جانا تھا۔ طواف الوداع کے لئے بیت اللہ گئے۔ واپسی کے وقت گریہ کی وہ کیفیت تھی۔ میں خود حیران تھا۔ جی چاہتا تھا کہ جی بھر کے بیت اللہ کو دیکھ لیا جائے۔ دوبارہ طلبی کی دعائیں کیں اور الٹے پیروں واپس ہو کر باب الوداع سے باہر نکلا اور سیدھا لاری پر بیٹھ گیا۔

بیت اللہ سے جدہ تک

مغرب سے کچھ قبل لاری روانہ ہوئی۔ مغرب کی نماز ایک قریب کی بستی میں ادا ہوئی۔ مغرب کے بعد چند میل چل کر لاری رک گئی۔ معلوم ہوا کہ ڈرائیور صاحب غلطی سے پٹرول لینا بھول گئے ہیں۔ ایک جاتی ہوئی لاری کو روک کر ایک گیلن پٹرول لیا۔ چند میل چل کر لاری پھر رک گئی۔ یوں ہی مانگتے مانگتے جدہ نصف شب کے بعد پہنچے۔ وکیل کی سپردگی میں سامان دے دیا گیا۔ اس میں دو گھنٹہ صرف ہوئے۔ اب جو لاری چلی تو فجر کی نماز کے لئے خمیزہ میں رکی۔ نماز ادا کی۔ ناشتہ کیا اور روانہ ہو گئے۔ دوپہر سے کچھ قبل رابغ میں داخل ہوئے۔ پولیس چوکی پر تھوڑی دیر رک کر لاری سیدھی مستورہ پہنچی۔ یہاں ایک ہوٹل کے پاس رک گئی۔ دوپہر کو حکماً سفر ممنوع ہے۔ یہاں حجاج نے کھانا کھایا۔ ظہر کی نماز ادا کی۔ اس بستی میں تلی ہوئی مچھلی بہت اچھی ملتی ہے۔ اور مرغی کے چوزے ایک آنہ کے دس عدد بچے بیچتے پھرتے ہیں۔ تقریباً سہ پہر کو لاری یہاں سے چل کر میدان بدر پہنچی کوشش کی کہ فاتحہ خوانی کر لوں لیکن ڈرائیور نے اتنی دیر ٹھہرنے سے انکار کر دیا۔ مجبوراً وہیں سے فاتحہ پڑھ کر لاری پر بیٹھ گیا۔ اب پہاڑیوں کا پُر کیف منظر شروع ہوا۔ چار جانب کھجوروں کے باغات ہی باغات نظر آتے۔ دس دس قدم کے بعد موٹریں آ رہی تھیں۔ جابجا عربی میں سائن بورڈ ڈرائیوروں

کی ہدایات کے لئے لگے ہوئے تھے۔ مغرب کی نماز ایک پہاڑی بستی عبدالرحمن میں پڑھی تھی۔ وہاں سے روانہ ہو کر ایک بستی میں عشاء کی نماز اور کھانے کے لئے رُکے اور تقریباً دو بجے رات میں بیر علی پہنچ کر ڈرائیور نے لاری روک دی۔ اب صبح روانہ ہونا تھا۔ مدینہ طیبہ کل تین میل تھا۔

دیارِ رسولؐ

فجر کی نماز کے بعد لاری روانہ ہوئی۔ تقریباً بیس منٹ کے بعد ایک پل سے گزری سامنے ہی گنبدِ خضرا شریف تھا۔ روح کی کیفیت اگر بیان ہو سکتی تو نہ جانے میں کیا کہتا۔ اسی کیف میں تھا کہ ترکی ریلوے سٹیشن پر لاری رُک گئی۔ یہاں پاسپورٹ چیک ہو کر واپس ہوئے اب لاری خاص سڑک پر چل کر ایک قطعہ کے سامنے رُک گئی۔ یہاں مزوّر صاحبان کے آدمی موجود تھے۔ جو وطنیت کے لحاظ سے مقرر ہوئے تھے۔ میرے معلّم بہاؤ الدین صاحب نکلے۔ مجھے ان کے ہی پاس جانا بھی تھا۔ اس لئے کہ حاجی اصطفےٰ خاں صاحب نے ایک خط بھی انہیں کے نام دے دیا تھا کہ میں اصطفےٰ منزل میں ٹھہرایا جاؤں۔ شارع عینیہ سے قلی کے ہمراہ حرم حضورؐ کے سامنے نکلا۔ گردن جھکائے دل ہی دل میں صلوٰۃ وسلام پڑھتا ہوا باب السلام کے دوسری جانب اصطفےٰ منزل تھی۔ نیچے کئی ہوٹل اور دکانیں تھیں۔ سامان رکھوا کر مزوّر صاحب کے انتظار میں ٹھہر گیا۔ میں نے نظر جو اٹھائی تو سامنے برادرم الحاج حیرت شاہ صاحب وارثی نظر پڑے لپٹ گئے اور مجھے ایک عطر کی شیشی پیش کی۔ حاجی اصطفےٰ خاں صاحب خود بھی مدینہ طیبہ میں مقیم تھے۔ ان کے پاس پہنچا۔ میرے ٹھہرنے کا بندوبست ہو گیا۔

حاضریِ دربار

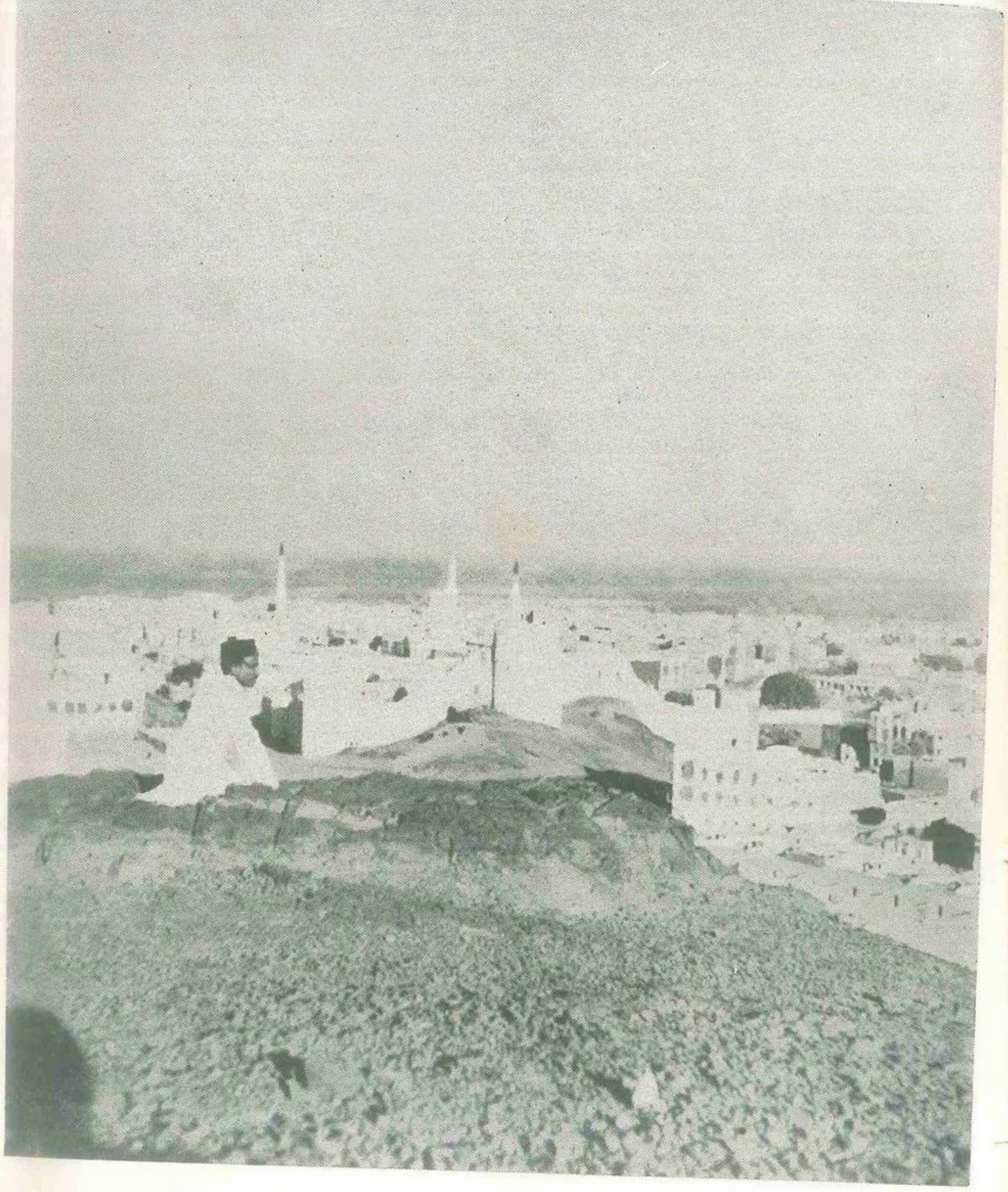
اصطفےٰ منزل میں نہانے دھونے میں ظہر کا وقت نکل گیا۔ عصر کی نماز پڑھ کر کانپتے ہوئے قدموں کے ساتھ سلام پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنے چلا۔ نیچے اترتے ہی مزوّر کے ایک آدمی کو ساتھ لیا۔ وہ مجھ کو باب عثمان سے مسجد نبوی میں لے گئے۔ مسجد کا یہ حصہ نو تعمیر ہے۔ میں گردن جھکائے کانپتے ہوئے قلب کے ساتھ آگے آگے بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ

مجھے ان کی آواز نے چونکا دیا۔ یہ وہ مقام ہے جہاں سرکارِ دو عالمؐ نمازِ تہجد ادا فرماتے تھے۔ یہ مقامِ وحی ہے۔ نمناک آنکھوں سے دیکھتا ہوا ان سنہری جالیوں کے سامنے پہنچا جو میرا کعبہ مقصود تھیں۔ وہ سلام کے الفاظ پڑھواتے گئے۔ میں پڑھتا گیا۔ سلام کے بعد میں نے وہ سلام نکالا۔ جو میں نے مکہ مکرمہ میں نظم کیا تھا۔ اور آہستہ آہستہ بے حد ہلکی آواز سے اپنے آقا کے حضور میں پیش کیا۔

سلام اے شاہِ شاہاں جانِ جاناں رُوحِ ایمانی
سلام اے خاتمِ پیغمبراں محبُوبِ ربّانی

سلام پیش کرتے وقت جو کیفیت تھی وہ احاطۂ تحریر میں نہیں آسکتی۔ اب مزدور صاحب نے مجھے دہنی طرف ذرا سے جا کر کہا۔ یہ جالی ابوبکر صدّیقؓ کی ہے۔ یہاں سلام پڑھتے ہیں۔ میں نے وہاں سلام پیش کیا۔ پھر بولے اور یہ جالی حضرت عمر فاروقؓ کی ہے یہاں بھی سلام پڑھتے ہیں۔ میں نے یہاں بھی سلام پیش کیا۔ وہ نذرانہ قبول فرما کے تشریف لے گئے۔ اب میں تھا اور کعبۂ دل۔ آگے بڑھا۔ مکانِ فاطمہؓ کی زیارت کی۔ مقامِ وحی پر دعا مانگی۔ دو رکعت نماز پڑھی اور بڑھا۔ مسجدِ نبوی میں داخل ہوا۔ محراب النبی سامنے تھی۔ اللہ اللہ غلامانِ رسولؐ اس نقشِ قدمِ پاک پر جبیں مسلسل جھکا رہے تھے۔ برابر ہی ریاض الجنہ تھا۔ مسجدِ اقدس کا وہ ٹکڑا جس کے متعلق سرکار نے فرمایا کہ یہ ٹکڑا جنت کا ہے۔ میں دھڑکتے ہوئے دل سے آگے بڑھا۔ ریاض الجنہ میں دو رکعت نفل ادا کی۔ اب مجمع کثیر ہونے لگا۔ میں اختلاجی آدمی ہوں۔ مجمعوں سے گھبراتا ہوں۔ حرمِ اقدس سے باہر آیا۔ جائے قیام پر پہنچا۔ معلوم ہوا الحاج مولانا عبدالحامد بدایونی تشریف لائے تھے۔ اور یاد فرما گئے ہیں۔ میں ان کی جائے قیام پر پہنچا۔ وہ حضرت مولانا ضیاء الدین قادری کے یہاں مقیم تھے۔ حضرت ضیاء الدین قادری بڑی نورانی صورت کے مالک اور بڑے پایہ کے بزرگ ہیں۔ میں نے نعتیں پڑھیں۔ بے حد خوش ہوئے۔ وہیں دوسرے دن کے لئے دعوت کا پیام ملا۔ یہ ایک پاکستانی حکیم لودھی صاحب تھے اور بڑے عاشقِ رسولؐ ہیں۔ محلہ دروہ لیثہ میں رہتے تھے۔ وہاں سے

پلٹا تو باب السلام کے سامنے حضرت نورانی میاں صاحب سے ملاقات ہوگئی۔ لپٹ گئے۔ وہاں سے گھر واپس ہوا۔ اصطفٰے منزل عجیب بابرکت مقام ہے۔ سامنے حرم مکرّم ہے۔ سوئے تو حرم سامنے اٹھے تو حرم سامنے کھائیں تو حرم سامنے۔ عشاء کی نماز کے بعد سو گیا۔ فجر کی نماز کے پہلے جیسے کسی نے جگا دیا اٹھا۔ سامنے حرم کی بجلی نظر آئی۔ دروازے کھلے ہوئے تھے۔ اور عشّاق کا ایک مجمع اندر نماز کے لئے داخل ہو رہا تھا۔ نماز کے بعد نیچے اترا۔ ناشتے کی تلاش تھی۔ اصطفٰے منزل کے نیچے ایک پنجابی صاحب کا ہوٹل ملا۔ جن کے وہاں شامی کباب، قیمہ پالک، آلو گوشت، دال، سبزی اور چپاتیاں گرما گرم نظر آئیں ناشتہ لے کر اوپر گیا۔ ناشتہ کے بعد لاریوں اور کاروں پر نظر پڑی۔ جو زیارت زیارت چلّا رہے تھے۔ ایک ریال فی سواری کے حساب سے بیٹھ گیا۔ یہ لاری مسجد قبا کی طرف روانہ ہوئی۔ شہر سے چار پانچ میل دور یہ مسجد ہے۔ دو رویہ خوبصورت عمارتیں اور کھجوروں کے باغات نظر آئے۔ مسجد قبا کے سامنے لاری رک گئی۔ مسجد میں داخل ہوا۔ کافی وسیع مسجد شریف ہے۔ یہاں دو رکعت نماز نفل کا ثواب ایک عمرہ کے برابر ہے۔ دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر اس مقام کی زیارت کی۔ جہاں سرکارؐ کا اونٹ بیٹھا تھا۔ یہ مقام اب صحنِ مسجد میں ہے۔ مسجد سے باہر نکلا تو بیرِ خاتم کی زیارت کی۔ یہاں سرکارؐ کی انگشتری دستِ مبارک سے گر گئی تھی۔ کنواں بند تھا۔ وہاں سے لاری سیدھی لئے ہوئے مسجد قبلتین گئی۔ یہ وہ مسجد ہے جہاں سرکارؐ نے حکمِ الٰہی سے قبلہ کا رخ بدل دیا تھا۔ یہاں بھی دو رکعت نماز پڑھ کر باہر نکلا۔ اب لاری لئے ہوئے سیدھی میدانِ اُحد پہنچی۔ یہ مقام چار جانب پہاڑیوں سے گھرا ہوا ہے۔ حضرت سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر فاتحہ پڑھی اور سلام بھیجا۔ عجیب مقدس مقام ہے۔ یہاں ہوٹل میں چائے پی۔ کھجوریں خرید کر کھائیں۔ وہاں سے لاری سیدھی مسجد فتح پہنچی۔ یہاں چھ مسجدیں ہیں۔ ان تمام مساجد میں دو رکعت نمازیں نفل پڑھیں۔ باہر نکلے۔ ہوٹل میں چائے پی اور ظہر سے قبل گھر آگیا۔ عصر کے وقت حاضری کے بعد جب گھر آیا اور کھڑکی سے نیچے



شهر مدینه

لوگوں کی چہل پہل دیکھنے لگا۔ تو یکایک سیاہ ابر ایک جانب سے تیزی سے آتا ہوا نظر آیا۔ عجیب دلکش منظر تھا۔ فوراً ابر چاروں طرف چھا گیا۔ اور موسلا دھار بارش ہونے لگی۔

یہ مستانِ عشقِ نبیؐ پر کرم ہے
میں کالی گھٹا کے نظاروں میں گم ہوں

بارش تقریباً ایک گھنٹہ ہوتی رہی۔ فدائیانِ حضورؐ جوق در جوق گنبدِ خضرا کے متبرک پانی سے بھیگنے کے لئے مسجد اقدس میں جمع ہو گئے۔ عجیب ایمان افزا منظر تھا۔ بارش رُک جانے کے بعد ایک بھینی بھینی خوشبو چار جانب پھیل گئی۔ رات کو ان حکیم لودھی صاحب کے وہاں دعوت میں گیا۔ بڑی پرتکلّف دعوت تھی۔ مدینہ طیّبہ کے مخصوص بزرگ اس دعوت میں شریک تھے۔ وہیں حضرت احمد خان صاحب بلخی کی زیارت ہوئی۔ بڑے معمر بزرگ ہیں۔ سترہ برس حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے روضۂ اقدس پر رہ کر مدینہ طیّبہ آئے ہیں۔ اور بتیس۳۲ برس سے مقیم ہیں۔ حضرت مولانا ضیاء الدین بھی تھے۔ مولانا عبدالحامد بدایونی اور مولانا نورانی میاں صاحب نے تقریریں کیں۔ میں نے کئی نعتیں پڑھیں۔ میری نعتوں کو سن کر ایک صاحب نے حیرت سے کہا۔ بہزاد صاحب صبح تو آپ کراچی سے نعت پڑھ رہے تھے۔ اس وقت آپ یہاں کیسے آ گئے۔ میں نے کہا۔ وہاں سے میرا ریکارڈ نشر ہو رہا ہو گا۔ تیسرے دن جنّت البقیع کی زیارت کے واسطے روانہ ہوا۔ حرم سرکار سے بہت قریب یہ مقام ہے۔ حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا، حضرت عباس رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ، حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ، حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے مزار پر فاتحہ پڑھی اور سلام عرض کیا۔ آگے بڑھا تو سرکارؐ کی اور صاحبزادیوں اور صاحبزادوں کے مزارات ملے۔ وہاں بھی فاتحہ پڑھی اور سلام عرض کیا۔ پھر سرکارؐ کی پھوپھیوں کے مزارات پر فاتحہ خوانی اور سلام خوانی کرتا ہوا حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے مزار پر حاضر ہوا۔ وہاں سے سلام

خوانی اور فاتحہ خوانی کرتا ہوا حضرت عثمان ذوالنورین کے مزار پر حاضر ہوا۔ وہاں سے سلام اور فاتحہ خوانی کے بعد گھر واپس ہوا۔ یہاں آنے کے بعد معلوم ہوا کہ صبح ناشتہ پر حضرت مولانا عبدالغفور صاحب نقشبندی نے یاد فرمایا ہے۔ صبح حاضر ہوا۔ محلہ درویشہ میں یہ ذات بڑی بابرکت ہے۔ اور صاحب حال ہے۔ ناشتہ پر مولانا عبدالحامد بدایونی سے بھی ملاقات ہوئی۔ ناشتے میں متعدد اغذیہ تھیں۔ سیر ہو کر کھایا۔ یہاں خصوصیت یہ تھی کہ حضرت مولانا عبدالغفور ایک ایک کو انگور خود اپنے ہاتھ سے بہ محبت عطا فرما رہے تھے اور بہ اصرار کھلاتے تھے۔ ناشتے کے بعد مجھ سے کئی نعتیں سنیں۔ وہاں سے جائے قیام پر واپس آیا۔ سہ پہر کو مکہ کے معلم کا ایک کارندہ ملنے کے لئے آیا۔ اور بولا چلئے آپ کو ایک خاص مقام کی زیارت کرادوں۔ اس کے ہمراہ نکلا۔ جنت البقیع کے برابر ایک پگڈنڈی پر اس کے ہمراہ چلا۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار ملا۔ یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ ماجدہ تھیں ان کے احاطہ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا مزار تھا۔ یہ سرکارؐ کے وہ صحابی ہیں جنہوں نے بیشتر احادیث جمع فرمائی ہیں۔ مزار پہ فاتحہ کے بعد آگے بڑھا کہ کچھ دیہاتی عرب بچے راستے میں ادھر ادھر بیٹھے ملے۔ میں ان کی بھولی صورتیں دیکھتا رہا۔ اور کچھ پیش کرتا ہوا گزر گیا تقریباً دو فرلانگ پگڈنڈی ہی پگڈنڈی چل کر میں ایک مقام پر پہنچا جہاں منہدم شدہ عمارتیں تھیں۔ مجھے اس کارندہ نے بتایا کہ یہ سرکار کی ازدواج مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے مکانات ہیں۔ ایک اور مکان دکھایا اور بتایا کہ یہاں سرکار نے آرام فرمایا تھا اور ان کے ناشتے کے لئے آسمان سے خوانِ نعمت اترا تھا۔ ایک گھوڑے کا سُم کا نشان بھی دکھایا جو پتھر پر نقش تھا۔ وہاں کی واپسی پہ دور سے گنبد خضرا شریف کا نظارہ انتہائی روح پرور تھا۔ واپسی پر مجھے وہی دیہاتی بچے ملے جو ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے باآواز بلند سلام پڑھ رہے تھے۔ یا نبی سلام علیک یا حبیب سلام علیک یا رسول سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک۔ روح خوش ہو گئی۔ ان کی خدمت میں نذر پیش کی اور مغرب کی نماز کے قریب گھر پہنچا۔ نماز ادا

کرکے بیٹھا ہی تھا کہ مولانا محمد حسین رمزی کا پیغام ملا کہ بعد عشاء میرے یہاں دعوت قبول فرمائیں۔ مولانا محمد حسین رمزی کی باب السلام کے بالکل مقابل گھڑیوں کی دکان ہے۔ بڑے خوش الحان ہیں۔ عربی اور اردو میں نعتیں خوب پڑھتے ہیں۔ بعد عشاء کے ان کے گھر پہنچا۔ حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی اور مولانا نورانی میاں صاحب قبلہ سے وہاں بھی ملاقات ہوئی۔ وہ محض کھچڑے کی دعوت تھی۔ کھچڑا دو اقسام کا تھا۔ مرچ والا، بلا مرچ والا۔ نیبو اور پودینے کی طشتریاں بھی علیحدہ تھیں۔ جی بھر کر کھچڑا کھایا۔ بے حد با ذائقہ تھا۔ سرکارؐ کا کرم ہم غلاموں پر کتنا تھا۔ کہ محرم شریف میں کھچڑے سے محروم نہ رہے۔ وہاں بھی ہم نے نعتیں پڑھیں۔ وہاں سے واپس ہوا۔ اس کے دوسرے دن نورانی میاں صاحب کے یہاں ان کے والد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا عرس تھا۔ حاضر ہوا۔ بڑا مجمع تھا۔ ہندوستانی اور پاکستانی حاجیوں کے علاوہ عربی حضرات کافی تعداد میں تھے۔ محفل میلاد النبیؐ منعقد ہوئی۔ عربی حضرات کی نعت خوانی کا سلسلہ جاری رہا اور بڑھتا رہا۔ یکایک مجھ سے فرمائش ہوئی کہ بہزاد صاحب آپ کچھ پڑھیئے۔ ان مقبولین بارگاہ کے درمیان ہم عصیاں کار کھڑا ہوا۔ اور میں نے دو نعتیں پڑھیں۔ حاضرین پر جو کیف کا عالم میں نے دیکھا۔ یہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا تصدق تھا۔ اس کے بعد سب نے کھڑے ہو کر صلوٰۃ سلام پڑھا۔

یا نبی سلام علیک۔ یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک۔ صلوٰۃ اللہ علیک

گھر تقریباً مغرب کے وقت آ گیا۔ مدینہ طیبہ کے قیام میں بھی ڈاکٹر متین نیازی سے برابر ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ یہاں جو کیف اور جو لطف روح کو حاصل ہوا وہ بیان سے باہر ہے۔ دس دن اس طرح گزر گئے کہ پتہ ہی نہ چلا۔ خدا کا شکر ہے کہ ۴۰ نمازیں پوری ہو گئیں۔ دسویں دن خیال تھا کہ روانگی کا حکم آئے گا نہ آیا۔ گیارھواں دن آیا وہ بھی گزر گیا حکم نہیں آیا۔ بارھواں دن ہوا۔ وہ بھی گزر گیا حکم نہ آیا۔ تیرھواں دن ہوا۔ یہ جمعہ کا دن تھا۔ نماز جمعہ سے فارغ ہو کر لیٹا ہی تھا کہ معلوم ہوا کہ

روانگی کا حکم آ گیا ہے۔ عصر کے وقت لاریاں آ جائیں گی۔ سامان جلدی جلدی نیچے اتارا۔ باندھا تیاری کی۔ یہ تاریخ سولہ اگست ۵۷ء تھی۔ اور دوسرے دن سترہ کو جدہ سے جہاز چھوٹنا تھا۔ ٹھیک عصر کے وقت لاریاں آ گئیں۔ سامان جلدی جلدی نیچے اتارا اور لاری پر ڈال دیا۔ اور فوراً ہی رخصتی سلام کے لئے حرم اقدس روانہ ہوا۔ عالم یہ تھا کہ لاری والا جلدی کر رہا تھا۔ اس لئے کہ اس کو یہ حکم مل چکا تھا کہ صبح جدہ لاریاں پہنچا دے۔ سرکار میں حاضر ہوا سلام پیش کیا اور اتنا عرض کیا کہ سرکار اگلے سال پھر یاد فرمائیں۔ کیفیت نہ بیان ہو سکتی ہے اور نہ بیان کرنا چاہیئے رخصت ہوا اور سیدھا لاری پر بیٹھ گیا۔ لاری روانہ ہو کر اڈہ پر پہنچی۔ وہاں پر پندرہ منٹ ٹھہر کر روانہ ہو گئی۔ جہاں تک گنبد خضرا شریف نظر آتا رہا پلٹ پلٹ کر دیکھتے رہے اور روتے رہے یہاں تک کہ بیر علی آ گئے۔ وہاں سے آگے ایک میدان میں نماز مغرب ادا کی۔ راستے میں ٹھہرتے ہوئے ہم نے نماز فجر خمیزہ میں ادا کی۔ اور وہاں سے ایک گھنٹہ کے بعد ہم جدہ میں داخل ہو گئے۔ مدینہ الحجاج جوں ہی پہنچے۔ الحاج مولانا کرم علی کو منتظر پایا۔ بولے آج تین روز سے مسلسل آپ کے لئے آ رہا ہوں۔ آپ کے شاگرد ممتاز نے آپ کو اپنے یہاں ٹھہرانے کے لئے مجھے بھیجا ہے میں نے عرض کیا۔ مولانا جہاز آج ہی جانا ہے معہ سامان کے جا کر کیا کروں۔ یہاں معلوم کر لوں پھر عرض کروں گا۔ وکیل سے سامان لینے کے بعد میں مدینہ الحجاج کے ایک کمرہ میں ٹھہر گیا۔ معلوم ہوا کہ جہاز بجائے ۱۷ کے ۱۸ کو چھوٹے گا۔ اس سے اطمینان کرنے کے بعد سامان وہیں بہن سروری بیگم کی سپردگی میں دے کر میں سیدھا ممتاز کے یہاں جا ہی رہا تھا کہ برادرم سلطان احمد امروہوی سے ملاقات ہو گئی۔ یہ آئے دوسرے جہاز سے تھے اور جا رہے تھے ہمارے جہاز سے۔ ان سے رخصت ہو کر ممتاز کے گھر گیا۔ آپ یقین کریں یا نہ کریں۔ گھر بھر میرے واسطے اس طرح بچھا ہوا تھا کہ میں حیران تھا۔ میری اور میری بیوی کی جتنی تواضع ہوئی میں نے کم دیکھی ہے۔ غریب ممتاز

کی دُلہن شوہر سے کہیں زیادہ ہم لوگوں کی خدمت گزاری میں مصروف تھی۔ تحائف اس قدر میری خدمت میں پیش کئے گئے کہ میں حیران رہ گیا۔ گھر کے ہر فرد نے ایک نہ ایک تحفہ مجھے اور میرے گھر میں دیا۔ رات وہیں گزاری۔ صبح ممتاز اپنی کار پر مجھے مدینۃ الحجاج پہنچا گیا۔ اور روانگی کے وقت آنے کا وعدہ کر کے چلا گیا۔ یہاں آ کر معلوم ہوا کہ ہمارے سفارت خانہ سے کار لینے کے لئے آئی تھی۔ میرے قیام کے لئے وہاں خواجہ صاحب نے انتظام فرما دیا تھا۔ سہ پہر کے وقت ممتاز اپنی کار لے کر آ گیا۔ اور مجھے معہ سامان کے گودی پر پہنچا دیا۔ گودی پر سفارت خانہ کے حکام سب انتظام میں مصروف تھے۔ ڈاکٹر عنایت اللہ صاحب اور ڈاکٹر قاضی صاحب بے حد مُصر تھے کہ میں ایک ہفتہ کے لئے اور رک جاؤں لیکن سامان اوپر جا چکا تھا لہٰذا میں نے مجبوراً انکار کیا۔ چلتے وقت مجھے ممتاز نے کہا۔ اُستاد میرا جی چاہتا ہے کہ آپ اب ملازمت وغیرہ کو چھوڑ کر میرے ساتھ یہاں قیام کر لیں۔ میں بھی تنہا ہوں اور بغیر کسی بزرگ کے زندگی کا لطف نہیں مل رہا ہے۔ جس طرح آپ کے لئے انور بھائی ہیں۔ ویسے ہی میں ہوں۔ میں کیا جواب دیتا۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے میرا دل دعا دے رہا تھا۔ مغرب کے قریب جہاز نے لنگر اٹھا دیا۔ وہی کیبن تھا۔ وہی سیٹ۔ واپسی میں بھی لوگوں کو متلی اور چکر کی شکایت شروع ہوئی۔ لیکن میں بحمد اللہ محفوظ تھا۔ تین دن گزر گئے۔ یکایک حاجی سلام تشریف لائے اور بولے۔ آج شام کو محفل میلاد النبیؐ ہے آپ ضرور تشریف لائیں۔ بعد عشاء میں اور مولوی سہیل اوپر گئے۔ بڑے ڈرائنگ روم میں کرسیاں ایک طرف کرنے کے بعد قالینوں کے فرش پر محفل کا انتظام تھا۔ جہاز کے ایک افسر نے تلاوت کلام پاک سے محفل کا آغاز کیا۔ میں نے ایک نعت پڑھی پھر مولوی سہیل نے ایک تقریر شروع کی۔ سبحان اللہ۔ عجیب تقریر تھی۔ سہیل بول رہے تھے اور میں ان کی زبان میں وہ تاثیر اور بیان میں وہ رنگ دیکھ رہا تھا جو میں نے آج تک نہیں دیکھا تھا۔ ساری محفل جھوم رہی تھی۔ وہ تقریباً

ڈیڑھ گھنٹہ بولتے رہے۔ اُن کے بعد ایک لاہور کے نعت خواں صاحب نے نعت پڑھی بڑی پاکیزہ آواز تھی۔ اُن کے بعد میں نے کئی نعتیں پڑھیں۔ پھر لاہور کے ایک نوجوان خطیب صاحب نے آسان پنجابی میں بڑی بصیرت افروز تقریر کی۔ پھر صلوٰۃ و سلام ہوا اور یہ محفل شریفہ نصف شب کے بعد ختم ہوئی۔ واپسی پر مجھے حیرت ہوئی کہ سلام صاحب نے تازہ مٹھائی تقسیم کی۔ اب کیا تھا۔ ہر شب محفل میلاد النبیؐ منعقد ہونے لگی۔ لاؤڈ سپیکر سے اعلان ہو جاتا تھا۔ ڈک کے حجاج بھی برابر آ کر شریک ہوتے تھے۔ میں، مولوی سہیل اور لاہوری نعت خواں اور خطیب صاحب تقریریں اور نعتیں پڑھتے تھے۔ سمندر کے اس ماحول میں جو کیفیت پیدا ہوتی تھی وہ بیان سے باہر ہے۔ لوگوں کے ذوق و شوق کا یہ عالم تھا کہ میں نے چیخیں اور بکا کی بلند آوازیں سنی ہیں۔ آٹھویں دن جہاز کو کراچی پہنچنا تھا۔ ساتویں دن ظہر کے بعد یہ محفل شروع ہوئی اور مغرب تک ہوتی رہی۔ صرف نماز کے لئے وقفہ ہوا اور پھر بعد عشاء شروع ہو کر شب کے تین بجے ختم ہوئی۔ لوگ ختم کے لئے راضی نہ تھے کہتے تھے کہ یہ دن اور یہ راتیں پھر خدا جانے کب نصیب ہوں۔ یہاں تک کہ آٹھویں دن نو بجے صبح جہاز کیماڑی آ کر لگ گیا۔ میں نیچے اترا تو عزیزی انور بہزاد نظر پڑے۔ سامان کی چیکنگ کے بعد باہر نکلا تو دروازے کے باہر میر حامد علی صاحب مجھے منتظر ملے۔ گھر پہنچا تو معلوم ہوا کہ میرے محسن وہی سندھی بزرگ گھر آ کر واپس گئے ہیں۔ وہ کیماڑی بھی تشریف لائے تھے۔ لیکن ہجوم میں مجھ سے نہ مل سکے۔ مجھے شام کو ان کی کار لینے کے لئے آئی۔ میں ان کے یہاں پہنچا تو مجھے ہار پھول پہنانے کے بعد بڑی محبت سے وہاں کے واقعات سنتے رہے۔ اور بولے۔ بہزاد صاحب۔ آپ انٹرنیشنل پاسپورٹ بنوا لیں اور بغداد شریف اور کربلائے معلّٰی اور نجف اشرف کی زیارت بھی کر لیں۔

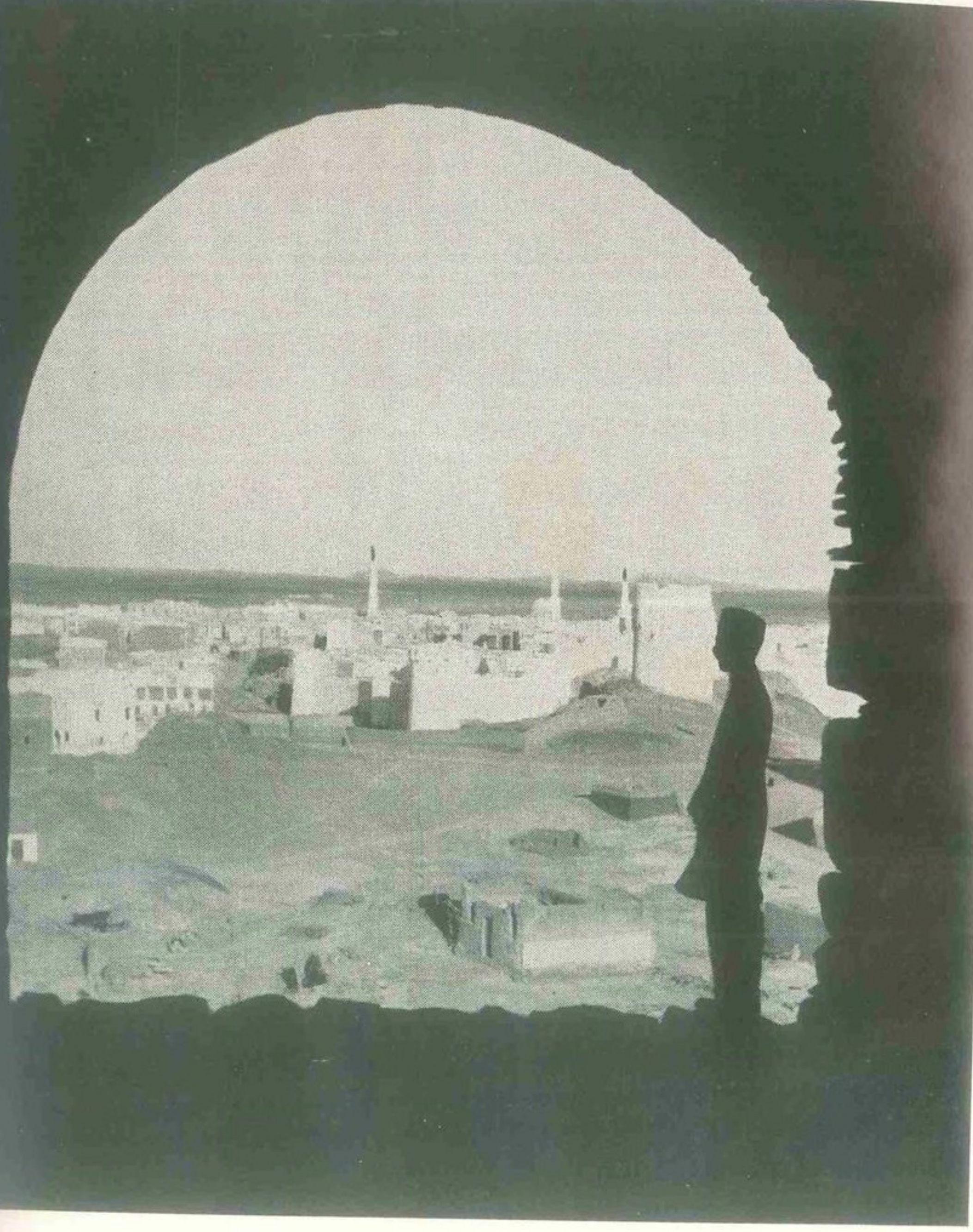
میں نے کہا۔ بہت خوب اور آسمان کی طرف نگاہ کی۔ دل کہہ رہا تھا۔ باری تعالےٰ تیرے

کرم کا کہاں تک شکر ادا ہو سکتا ہے۔ اس شعر پر میں اس بیان کو ختم کرتا ہوں ۔

زندگی تھی بڑے قرینے سے
ہو لے کیوں آ گئے مدینے سے

بہزاد لکھنوی
۳۴۹ پاکستان کوارٹر کراچی

حمد



تو ہی بے کسوں کا ہے آسرا تری شان جل جلالہٗ
تو ہی ہر بشر کا ہے مدعا تری شان جل جلالہٗ
ہے عیاں بھی تو ہے نہاں بھی تو ہے یہاں بھی تو ہے وہاں بھی تو
کہ تو ہی تو اپنا ہے خود پتہ تری شان جل جلالہٗ
تو ہی رب ہے تو ہی کریم ہے تو قدیر ہے تو رحیم ہے
تو ہی ہے خدا تو ہی کبریا تری شان جل جلالہٗ
تری حمد ہو سکے کیا بیاں کہ تو ہی ہے خالق این و آں
ترے ہاتھ میں ہے فنا بقا تری شان جل جلالہٗ
تری کنہہ کوئی نہ پا سکا ہوا پست عقل کا حوصلہ
کہ ہے عقل کی تو بساط کیا تری شان جل جلالہٗ

سلام

سلام اے شاہِ شاہاں جانِ جاناں روحِ ایمانی — سلام اے خاتمِ پیغمبراں محبوبِ ربّانی

سلام اے باعثِ تخلیقِ کُل وجہِ نجاتِ کُل — سلام اے غائتِ ارض و سما روحِ حیاتِ کُل

سلام اے بیکسوں کی زندگی مجبور کی منزل — سلام اے عاجزوں کے آسرے رنجور کی منزل

سلام اے صاحبِ معراج اے پُشت و پناہِ کُل — سلام اے قاطعِ غم، مرکزِ فکر و نگاہِ کُل

سلام اے رحمۃ اللعالمیں اے شافعِ محشر — سلام اے ہادیٔ کون و مکاں اے خلق کے رہبر

سلام اے بے نواؤں کو سہارا بخشنے والے — سلام اے غم زدوں کو ضبط و یارا بخشنے والے

سلام اے بیکس و مظلوم کے فریاد رس آقا — سلام اے شافعِ روزِ جزا مدثر و طٰہٰ

سلام اے مدعا و آرزو و حسرت و ارماں — سلام اے مقصدِ مقصود و مطلوبِ سکونِ جاں

سرِ دربار حاضر ہے یہ بہزادِ حزیں شاہا
نگاہِ لطف اس پر کیجیے حسنینؓ کا صدقہ

السلام اے حبیبِ خدا السلام — السلام اے شفیعِ الوریٰ السلام

السلام اے شہِ انبیاء السلام — السلام اے دلِ اولیاء السلام

آپ کے واسطے ہے یہ کُل کی نمود — باعث و وجہِ ارض و سما السلام

آپ ہی نے بتایا ہے حق کا پتہ — رہبر و ہادی و رہنما السلام

عرش پر آپ ہی تو بلائے گئے — اللہ اللہ یہ مرتبہ السلام

آپ ہی کی طرف ہے نگاہِ جہاں — السلام اے دلوں کی دعا السلام

آج حاضر ہے بہزاد دربار میں
بہرِ حسنینؓ کچھ ہو عطا السلام

جہاں کے مولا جہاں کے سرور سلام تم پر سلام تم پر
طبیبِ عالم حبیبِ داور سلام تم پر سلام تم پر

امیدِ قلبِ گناہگاراں، سکونِ روحِ سیاہ کاراں
پناہِ بیکس شفیعِ محشر سلام تم پر سلام تم پر

تمہیں نے راہِ خدا دکھائی تمہیں نے طرزِ وفا سکھائی
تمہیں ہو دونوں جہاں کے رہبر سلام تم پر سلام تم پر

وہ آل ہو یا کہ آبرو ہو وہ مال ہو یا کہ جستجو ہو
تمہیں ہو محبوب سب سے بڑھ کر سلام تم پر سلام تم پر

تمہاری نورانیت سے اب تک ہیں عالمِ نور دونوں عالم
تمہیں تو ہو نور و نورپیکر سلام تم پر سلام تم پر

مدینے بہزادؔ اب جو پہنچے تو پھر وہاں سے نہ پھر کے آئے
پڑا رہے بس تمہارے در پر سلام تم پر سلام تم پر

اَلسّلام اَے شفیعِ روزِ جزا
اَلسّلام اَے حبیبِ ربِّ عُلا

اَلسّلام اَے مُزّمل وطٰہٰ
اَلسّلام اَے مدثر و مولا

اَلسّلام اَے طبیبِ دردِ دلاں
اَلسّلام اَے مُرادِ کون ومکاں

اَلسّلام اَے سکونِ قلب وجگر
اَلسّلام اَے قرارِ چشم ونظر

اَلسّلام اَے جہان کے سرور
اَلسّلام اَے قلوب کے رہبر

اَلسّلام اَے جہانِ صدق وصفا
اَلسّلام اَے کمالِ لُطف وعطا

بگڑی بہزادؔ کی بنا دیجیے
یادِ طیّبہ میں اس کو کھو لیجیے

اے دو عالم کی جاں درود و سلام	اے حبیبِ جہاں درود و سلام
باعثِ دو جہاں درود و سلام	وجہِ کون و مکاں درود و سلام
خاتم و تاجدارِ جملہ رسل	ختمِ پیغمبراں درود و سلام
شافعِ یومِ حشر و نشر و جزا	حامیِ بے کساں درود و سلام
سب کے مقصود و آرزو و مراد	حسرتِ دو جہاں درود و سلام
چشمِ مشتاق ہو تو کچھ دیکھے	اے نہاں اے عیاں درود و سلام

مجھ پہ بہزاد ہے یہ حق کا کرم
ہے جو وردِ زباں درود و سلام

یا محمد تمنائے کون و مکاں ہوں ہزاروں درود و سلام آپ پر
اے مرادِ زماں حسرتِ دو جہاں ہوں ہزاروں درود و سلام آپ پر
آپ شمس الضحیٰ آپ بدر الدجیٰ آپ کہف الوریٰ آپ نور الہدیٰ
نور بخشِ جہاں تابِ کون و مکاں ہوں ہزاروں درود و سلام آپ پر
روحِ صدق و یقیں جانِ ایمان و دیں راحتِ عاشقیں رحمتِ عالمیں
دستگیرِ زماں شافعِ بے کساں ہوں ہزاروں درود و سلام آپ پر
مشعلِ سالکاں منزلِ عارفاں حاصلِ ذاکراں نازشِ صادقاں
جانِ پیغمبراں خاتم المرسلاں ہوں ہزاروں درود و سلام آپ پر
سب کے حاجت روا سب کے مشکل کشا سب کے غم کی دوا سب کے دل کی صدا
اے دو عالم کے دل اے دو عالم کی جاں ہوں ہزاروں درود و سلام آپ پر
کیجئے بہزاد پر اک نگاہِ کرم اس کو رکھتا ہے بے تاب طیبہ کا غم
آپ کا نام ہے اس کے وردِ زباں ہوں ہزاروں درود و سلام آپ پر

جن کا ہے طیبہ مقام اُن پہ درود و سلام — جن کی ہے دنیا غلام اُن پہ درود و سلام

جو ہیں نبیوں کی جان جو ہیں رسولوں کی آن — جو ہیں امامُ الامام اُن پہ درود و سلام

مشعلِ ایمان ہیں جو معنیٔ قرآن ہیں جو — جن کا ہے حق ہر کلام اُن پہ درود و سلام

جو ہیں دلوں کا سرور جو ہیں نگاہوں کا نور — جن کا محمدؐ ہے نام اُن پہ درود و سلام

جن کے لئے یہ جہاں اور یہ زمیں آسماں — جن کے لئے صبح و شام اُن پہ درود و سلام

جو ہیں حبیبِ خدا جو ہیں شہِ دوسرا — جو ہیں رسولِ انام اُن پہ درود و سلام

میں تو ہوں ادنیٰ غلام میرا ہے بہزادؔ کام

اُن پہ درود و سلام اُن پہ درود و سلام

اے شہِ بیکس نواز تم پہ درود و سلام — جانِ قیام و نماز تم پہ درود و سلام

فخرِ زمین و زماں باعثِ نازِ جہاں — نازشِ ارضِ حجاز تم پہ درود و سلام

پاک نفس پاک خو پاک ادا پاک رو — پاک دل و پاکباز تم پہ درود و سلام

شمع و چراغِ ھدیٰ مشعلِ راہِ وفا — حق نگہ و حق طراز تم پہ درود و سلام

صبحِ حقیقت نما شامِ حقیقت فزا — پردہ کشائے مجاز تم پہ درود و سلام

کیوں نہ فدا تم پہ ہو جان و دلِ عاشقاں

تم تو ہو بندہ نواز تم پہ درود و سلام

شہِ دین و دُنیا سلام وعلیک — دو عالم کے منشا سلام وعلیک

سلام وعلیک اے مجسّم عطا — عنایت سراپا سلام وعلیک

شہِ عالمیں شاہِ کون و مکاں — دو عالم کے آقا سلام وعلیک

مرادِ زماں مقصدِ دو جہاں — تمنائے کعبہ سلام وعلیک

طبیبِ کُل امراضِ رُوح و نظر — دِلوں کے مسیحا سلام وعلیک

قلوبِ دو عالم کا مقصد ہو تُم — ہر اک کی تمنّا سلام وعلیک

بُلا لو مدینے میں بہزاد کو
یہی ہے تمنّا سلام وعلیک

نعتیں

فہرست نعت

حضوری دربار

درِ خیر الوریٰ ہے اور میں ہوں — مرے غم کی دوا ہے اور میں ہوں
مرادوں کو ملی ہے منزلِ شوق — دعاؤں کا صلہ ہے اور میں ہوں
میرے ارمان مچلے جا رہے ہیں — درِ حاجت روا ہے اور میں ہوں
خوشا قسمت کہ محرابُ النّبی میں — کسی کا نقشِ پا ہے اور میں ہوں
بھرا ہے جس نے دامانِ دو عالم — وہی دستِ سخا ہے اور میں ہوں
درِ اقدس کے آگے دل ہے لرزاں — کہ ان کا سامنا ہے اور میں ہوں
ہوا ہوں بابِ رحمت سے جو داخل — عطاؤں پر عطا ہے اور میں ہوں

دکھا بہزاد کو ہر سال طیبہ
یہی پیہم دعا ہے اور میں ہوں

کیفیاتِ حضوری

مدینے کی مہکی بہاروں میں گم ہوں — میں گنبد کے رنگیں نظّاروں میں گم ہوں
میں گم ہوں سلاموں کی پیہم صداہیں — درودوں کی دلکش پکاروں میں گم ہوں
اشارے یہ ہیں روح و دل کو جھکا دے — زمین و فلک کے اشاروں میں گم ہوں
انہیں رات بھر حاضری ہے میسّر — فلک تیرے ان چاند تاروں میں گم ہوں
کبھی اشک باروں میں کھویا ہوا ہوں — کبھی عشق کے بے قراروں میں گم ہوں
جو چپ چپ ہیں ان کی تو منزل جدا ہے — جو گریاں ہیں ان غم کے ماروں میں گم ہوں
مرے عالمِ شوق کا پوچھنا کیا — مجھے جو ملے ان سہاروں میں گم ہوں
یہ مستانِ عشقِ نبیؐ پر کرم ہے — میں کالی گھٹا کے نظّاروں میں گم ہوں
ترے چپّے چپّے پہ سر جھک رہے ہیں — حرم تیرے سجدہ گزاروں میں گم ہوں
قبا، مسجدِ فتح و شمس و احد پر — عبادت کے ان شاہکاروں میں گم ہوں
ہیں دامن میں اس کے نبیؐ کے دلارے — بقیع آکے اس کے مزاروں میں گم ہوں

جہاں سے کہ گزرے تھے شاہِ دو عالم
میں بہزاد ان رہگزاروں میں گم ہوں

کیفیاتِ مدینہ

مدینے کی مہکی ہواؤں میں گم ہوں — معطّر معطّر فضاؤں میں گم ہوں
میں گنبد کا کیا رنگ و عالم بتاؤں — منوّر منوّر ضیائوں میں گم ہوں
عجب دلکشا ہے درودوں کا عالم — مطہّر مطہّر صداؤں میں گم ہوں
لبوں پر جو ہیں ان کی جالی کے آگے — میں ان دل سے نکلی دعاؤں میں گم ہوں
غریبم شہا دوسرائی غریبم — اسی سے تو میں بے نواؤں میں گم ہوں

مدینے کا ہے دلربا ذرّہ ذرّہ
میں بہزاد ان دلرباؤں میں گم ہوں

مشاہدے

صد شکر مرادِ دل و جاں دیکھ رہا ہوں — آرام گہِ شاہِ شہاں دیکھ رہا ہوں
جالی کے مقابل ہیں سلاموں کی صدائیں — پُر کیف غلامی کا سماں دیکھ رہا ہوں
ہر سو ہیں درودوں کی صداؤں پہ صدائیں — سرگرم وہاں دل کی زباں دیکھ رہا ہوں
ہے مسجدِ اقدس کا عجب رنگ و نظارہ — ہر گام پہ سجدوں کا نشاں دیکھ رہا ہوں
جنّت کا وہ ٹکڑا کہ جو ہے شاملِ مسجد — ہر شخص کو اس سمت رواں دیکھ رہا ہوں
سچ پوچھو تو دراصل نمازیں ہیں یہاں کی — خم جن میں کہ روح و دل و جاں دیکھ رہا ہوں
وہ صحنِ حرم اس میں وہ نایاب کبوتر — وہ بھی ہیں مؤدب یہ سماں دیکھ رہا ہوں

بہزاد مدینے کا میں کیا حال سناؤں
جنّت کو یہاں سجدہ کناں دیکھ رہا ہوں

ماجرائے مدینہ

مدینے کا کیا ماجرا پوچھتے ہو   تعجب ہے شانِ خدا پوچھتے ہو
وہاں نور ہی نور پاؤ گے ہر سو   وہاں رنگِ تاب و ضیا پوچھتے ہو
تہی دامنی کی شکایت کرو گے   اگر ان کی شانِ عطا پوچھتے ہو
بدی کا تخیل ہی آتا نہیں ہے   وہاں طرزِ صدق و صفا پوچھتے ہو
وہاں بھول جاتا ہے اپنے کو انساں   وہاں ہوش کا ماجرا پوچھتے ہو
مدینے کو ہو آؤ باتوں کو چھوڑو   اگر دردِ غم کی دوا پوچھتے ہو
وہاں نام بھی زحمتوں کا نہیں ہے   یہ دھڑکے ہیں کیسے یہ کیا پوچھتے ہو
سوائے مدینہ کہیں بھی نہیں ہے   ہمارا اگر آسرا پوچھتے ہو

مدینے میں بہزاد کا دل پڑا ہے
وہ کھویا ہے کیوں اس سے کیا پوچھتے ہو

شارعِ عینیہ

[مدینہ طیبہ کی وہ گلی جس سے گنبد خضرا شریف سامنے نظر آتا ہے اور یہ گلی باب السلام پر ختم ہوتی ہے]

اپنا عالم وہاں نظر آیا   سبز گنبد جہاں نظر آیا
اصل میں تھا وہ کعبۂ ارماں   دور سے آستاں نظر آیا
عالمِ نور د عالمِ رخشاں   آنکھ کو بے گماں نظر آیا
چار جانب ضیا تھی اک ایسی   ایک نورِ رواں نظر آیا
تھی فضاؤں سے بارشِ تسکیں   اک نرالا سماں نظر آیا
آنکھ سے اشک ہو گئے جاری   دردِ راحت رساں نظر آیا
لب پر آئے سلام کے تحفے   قلب بھی ہم زباں نظر آیا
روح پر بے خودی ہوئی طاری   جاں کو آرام جاں نظر آیا

اس تجلی کے سامنے بہزاد
محو سارا جہاں نظر آیا

فیضِ مدینہ

مدینے کا فیض و کرم اللہ اللہ — کہ ہونٹوں پہ ہے دم بدم اللہ اللہ
خوشا آرزوئے دیارِ مدینہ — کہ باقی نہیں کوئی غم اللہ اللہ
نہ دیکھا تو دُنیا میں کچھ بھی نہ دیکھا — وہ روضہ وہ بابِ حرم اللہ اللہ
وہیں کا تصدّق وہیں کا کرم ہے — بنے صاحبِ عشق ہم اللہ اللہ
مری رُوح پر رحمتیں چھا رہی ہیں — تصوّر میں ہے وہ حرم اللہ اللہ
بڑے کام آئی ہے جالی کے آگے — خوشا بخت یہ چشمِ نم اللہ اللہ
تصوّر کے صدقے جہاں حق ہی حق ہے — وہاں روز جاتے ہیں ہم اللہ اللہ

وہاں دل جھکایا ہے بہزادؔ میں نے
جہاں ہے وہ نقشِ قدم اللہ اللہ

حقائق

ذوقِ بطحا نہیں تو کچھ بھی نہیں — یہ تمنّا نہیں تو کچھ بھی نہیں
جالیاں سامنے ہوں روضہ کی — یہ نظارہ نہیں تو کچھ بھی نہیں
جان دُوں جا کے اُن کی چوکھٹ پر — یہ ارادہ نہیں تو کچھ بھی نہیں
داغِ عشقِ نبیؐ زہے قسمت — یہ نگینہ نہیں تو کچھ بھی نہیں
یہ سمجھ لو کہ دل کی رگ رگ میں — گر مدینہ نہیں تو کچھ بھی نہیں
مال و اولاد و جان سے بڑھ کر — عشق اُن کا نہیں تو کچھ بھی نہیں
عشقِ احمدؐ ہے حاصلِ کونین — گر یہ سمجھا نہیں تو کچھ بھی نہیں
تیرے نغموں میں مطربِ پُرسوز — ذکرِ بطحا نہیں تو کچھ بھی نہیں

مرا عالم عجیب ہے بہزادؔ
آنکھ والا نہیں تو کچھ بھی نہیں

دُعائے سحری

الٰہی مدینہ ہمیں پھر دکھا دے — وہ رحمت کی دنیا ہمیں پھر دکھا دے
الٰہی دکھا دے وہ گنبد کا منظر — وہ جالی وہ روضہ ہمیں پھر دکھا دے
جہاں دل جھکاتے ہیں حور و ملائک — وہ کعبہ کا کعبہ ہمیں پھر دکھا دے
جہاں کی زمیں رشکِ صد آسماں ہے — وہ عالم وہ دُنیا ہمیں پھر دکھا دے
تڑپتی ہیں نظریں مچلتے ہیں ارماں — نگاہوں کا منشا ہمیں پھر دکھا دے
جہاں ناز کرتی ہیں چھا کر بہاریں — وہ گلزارِ بطحا ہمیں پھر دکھا دے
جہاں پر سکوں ہی سکوں ہر طرف ہے — وہ تسکیں کی دُنیا ہمیں پھر دکھا دے

اگر عمر بھر جائیں بہزاد پھر بھی
یہی دل کہے گا ہمیں پھر دکھا دے

کرشمۂ تصوّر

تصوّر کا کرشمہ دیکھتا ہوں — مدینہ ہی مدینہ دیکھتا ہوں
محیطِ دو جہان و بزمِ امکاں — وہ گنبد اور وہ روضہ دیکھتا ہوں
ادب آ ہی گیا نظروں کو میری — کہ ہر دم اُن کا روضہ دیکھتا ہوں
ہر اک نظّارہ جس منظر پہ قرباں — نظر سے وہ نظّارہ دیکھتا ہوں
خُدا رکھے مرا ذوقِ تمنّا — کہ خود کو مست و شیدا دیکھتا ہوں
خوشا بابُ السّلام و بابِ رحمت — کہ مشتاقوں کا میلہ دیکھتا ہوں
جہاں رحمت برستی ہے فلک سے — وہی رحمت کی دُنیا دیکھتا ہوں
حرم کی وہ نمازیں اللہ اللہ — اور اُن کی شانِ سجدہ دیکھتا ہوں

یہ خالق کا کرم ہے مجھ پہ بہزاد
جو میں ہر وقت بطحا دیکھتا ہوں

حقیقت

جہاں میں اُس نے کُچھ حقّا نہ دیکھا — کہ جس نے گنبدِ خضرا نہ دیکھا
عجب دربار ہے دربارِ بطحا — جہاں میں دُوسرا ایسا نہ دیکھا
وہاں پر خود کو بھی پانا ہے مُشکل — وہاں پر ختم ہر افسانہ دیکھا
نثارِ گنبدِ خضرا تھیں آنکھیں — نظر کو صُورتِ پروانہ دیکھا
وہاں پر رحمتیں ہی رحمتیں ہیں — کوئی خالی پھرا ایسا نہ دیکھا
نہ ہو مقبول جو درگاہِ حق میں — وہاں ایسا کوئی سجدہ نہ دیکھا
تمہیں اک رازِ سربستہ بتا دُوں — محبّت نے کوئی پردہ نہ دیکھا
نگاہِ شوق سے یہ کُچھ نہ پُوچھو — دیارِ پاک میں کیا کیا نہ دیکھا

وہاں ہمزاد ہیں سب غیر اپنے
یہاں اپنوں کو بھی بیگانہ دیکھا

میرا عالم

سمائے کیا بھلا دُنیا نظر میں — بسا ہے گنبدِ خضرا نظر میں
تصوّر، اے تصوّر، اے تصوّر — یہ کِس کا کھنچ گیا نقشہ نظر میں
نظر والوں نے دیکھا میرا عالم — نظر آئی میری دُنیا نظر میں
بدل دی اک نظر میں جس نے دُنیا — خوشا ہے وہ نظر والا نظر میں
وہ محرابُ النّبی وہ بابِ رحمت — ہر اک شے کا ہے نظّارہ نظر میں
مدینہ اور مدینے کی بہاریں — نہ پُوچھو مُجھ سے ہے کیا کیا نظر میں
میری ہر آرزُو ہو کیوں نہ پُوری — کہ ہر دم ہے درِ والا نظر میں
جسے کہتے ہیں عشقِ شاہِ کونینؐ — جھلکتا ہے وہی جذبہ نظر میں

جسے ہمزاد سب کہتے ہیں بطحا
وہی کعبہ کا ہے کعبہ نظر میں

شکرانہ

صد شکر کہ پورا ہوا ارمانِ مدینہ — دل اور سوا ہو گیا قربانِ مدینہ
ان آنکھوں نے دیکھیں وہ مہکتی ہوئی گلیاں — ان آنکھوں نے دیکھا وہ گلستانِ مدینہ
ان آنکھوں کے قرباں کہ ان آنکھوں نے دیکھی — آرام گہِ سرورِ ذی شانِ مدینہ
جالی کے مقابل وہ سلاموں کی صدائیں — اور سامنے وہ جانِ جہاں جانِ مدینہ
آنکھیں ہیں سوئے بیتِ نبی مست کھڑے ہیں — اللہ رے یہ عالمِ مستانِ مدینہ
گر عشق کی لذت تجھے درکار ہے زاہد — کر کعبہ کا تو ذکر بعنوانِ مدینہ

اوروں کی ثنا کر نہیں سکتا ہوں کبھی میں
بہزادِ حزیں میں ہوں ثنا خوانِ مدینہ

عطیۂ حق

دل کو عشقِ حبیبِ خدا مل گیا — اللہ اللہ حق کا پتہ مل گیا
مست و رقصاں ہوں سوئے مدینہ رواں — تھی طلب جس کی وہ راستہ مل گیا
اب تصوّر میں رہتا ہے بابُ السّلام — دل کی بے تابیوں کا صلہ مل گیا
عشق تیری یہ معراج صلِّ علیٰ — بندگی کو درِ مصطفیٰ مل گیا
لب پہ رہتا ہے ہر دم درودِ نبیؐ — بے کسی کو بڑا آسرا مل گیا
اُن کے قرباں وہ ہیں رحمتِ دو جہاں — اُن کے صدقے میں رازِ بقا مل گیا

مجھ پہ بہزاد ہے اُن کا لطف و کرم
میرے دامن کو دستِ سخا مل گیا

عالمِ کیف

جب تک بھی جیوں میں رہوں قربانِ مدینہ — یارب نہ کبھی جائے یہ ارمانِ مدینہ
خالق کا کرم عشقِ نبیؐ ذوقِ غلامی — خالق کی عطا حسرت و ارمانِ مدینہ
اب معنی و مفہومِ بہار آئے سمجھ میں — دیکھی ہے جو یہ رونقِ بستانِ مدینہ
ہر اپنے سے بیگانے سے بیگانہ بنا دے — ہاں اور بھی بڑھ ذوقِ فراوانِ مدینہ
ہیں گنبدِ خضرا کے نظارے جو نظر میں — یہ لطفِ مدینہ ہے یہ احسانِ مدینہ
گلشن ہے ہر اک برگِ دیارِ شہِ والا — خورشید ہے ہر ذرّہ تابانِ مدینہ

کھلتے ہی چلے جاتے ہیں اسرارِ محبّت
بہزاد عجب چیز ہے ارمانِ مدینہ

زہے نصیب

تصوّر میں مدینہ آگیا ہے — مجھے دنیا میں جینا آگیا ہے
سُنا ہے مِل گیا اذنِ حضوری — لبِ ساحل سفینہ آگیا ہے
یہ دل جُھکنے لگا ہے اُن کی جانب — محبّت کو قرینہ آگیا ہے
درودِ پاک رہتا ہے زباں پر — تمنّاؤں کو جینا آگیا ہے
ہے روشن داغِ دل عشقِ نبیؐ سے — جلا ہو کر نگینہ آگیا ہے
تصوّر میں وہ روضہ اللہ اللہ — دو عالم کا خزینہ آگیا ہے

زہے یادِ مدینہ دردِ دوری
مجھے بہزاد جینا آگیا ہے

نعمتِ الٰہی

شاہِ دیں کی محبّت بڑی چیز ہے　　یہ مدینے کی حسرت بڑی چیز ہے

یہ مقدّر سے ملتی ہے اے دیدہ ور　　عشقِ احمدؐ کی دولت بڑی چیز ہے

مضطرب ہو کے بھی پا رہا ہوں سکوں　　اللہ اللہ یہ فرقت بڑی چیز ہے

میں یہ کہتا ہوں اُن کا کرم ہے بڑا　　لوگ کہتے ہیں قسمت بڑی چیز ہے

داغِ عصیاں سے گھبرانے والے یہ سن　　ایک اشکِ ندامت بڑی چیز ہے

مجھ کو کونین سے کر دیا بے نیاز　　اُن کا لطف اُن کی رحمت بڑی چیز ہے

اِن نگاہوں نے دیکھا دیارِ نبیؐ　　یہ شرف یہ سعادت بڑی چیز ہے

نام سے اُن کے آجائیں آنکھوں میں اشک　　یہ لگاؤ یہ رقّت بڑی چیز ہے

اب تمہارا وہ اگلا سا عالم نہیں
اُن کی بہزاد مدحت بڑی چیز ہے

محمّدؐ عربی

حبیبِ خالقِ ذی شان محمّدؐ عربی　　طبیبِ دردِ دل و جان محمّدؐ عربی

کسی سے کیا میں بتاؤں یہ کوئی راز نہیں　　ہیں میرا دین مرا ایمان محمّدؐ عربی

ہیں کعبۂ رہِ جذب و سلوک و عشق و وفا　　ہیں قبلۂ رہِ عرفان محمّدؐ عربی

سرورِ عالمِ عقبیٰ و عالمِ دُنیا　　بہارِ گلشنِ امکان محمّدؐ عربی

یہ راز مجھ کو بتایا ہے ایک عارف نے　　ہر ایک درد کے درمان محمّدؐ عربی

ہیں افتخارِ دو عالم وقارِ جنّ و ملک　　شکوہِ عظمتِ اِنسان محمّدؐ عربی

جو یہ نہ ہوتے تو ہوتے نہ دو جہاں پیدا　　بنائے عالمِ امکان محمّدؐ عربی

میری طرف بھی نگاہِ کرم خدا کے لئے　　کہ میں ہوں بے سروسامان محمّدؐ عربی

یہی دُعا دلِ بہزاد کی ہے شام و سحر
ہوں مشکلیں مری آسان محمّدؐ عربی

تصوّرِ طیبہ

تصوّر میں مدینے کا جہاں ہے
بتاؤں کیا کہ میرا دل کہاں ہے

جہاں کی نعمتوں سے بڑھ کے نعمت
فقط اک عشقِ شاہِ مرسلاں ہے

مدینہ جس کو کہتا ہے زمانہ
وہی در حاصلِ کون و مکاں ہے

ہے منزل ایک گو راہیں جدا ہیں
اسی جانب رواں ہر کارواں ہے

محمدؐ، یا محمدؐ، یا محمدؐ
یہی اک نام بس وردِ زباں ہے

انہیں کا نور ہے ہر سو منوّر
تجلّی ان کی ہر سو ضو فشاں ہے

مدینے کی تمنّا تیرے صدقے
یقیں کے رنگ میں اب ہر گماں ہے

حقیقت کیا بتاؤں ذکرِ احمدؐ
جلیسِ غم انیسِ بے کساں ہے

جہاں کا عشق ہے بہزادؔ فانی
فقط عشقِ نبیؐ ہی جاوداں ہے

میرا کام

مدینے کا ارماں لیے جا رہا ہوں
اسی آرزو میں جیے جا رہا ہوں

میرے ضبط کی انتہا اللہ اللہ
کہ میں اشکِ حسرت پیے جا رہا ہوں

دعا مانگتا ہوں بہاتا ہوں آنسو
جو ہے کام میرا کیے جا رہا ہوں

مدینے کے آقا دو عالم کے مولا
ترا نام ہر دم لیے جا رہا ہوں

زہے عشقِ احمدؐ دو عالم کو بھولا
میں ہر زخمِ دل کا سیے جا رہا ہوں

مدینے چلیں گے مدینے چلیں گے
یہی دل سے باتیں کیے جا رہا ہوں

میں بہزادؔ اسی سمت دل کو جھکا کر
محبّت کے سجدے کیے جا رہا ہوں

دین و ایمان محمدؐ عربی

جانِ ہر جاں محمدؐ عربی — دین و ایمان محمدؐ عربی
جانِ ایماں محمدؐ عربی — رُوحِ ایقاں محمدؐ عربی
قاطعِ درد و آفت و آلام — غم کے درماں محمدؐ عربی
پاک رُو پاک نفس و پاک نظر — پاک داماں محمدؐ عربی
عشق والوں کے واسطے ہر جا — ہیں نمایاں محمدؐ عربی
جن کی عظمت کا ہے خدا شاہد — ہیں وہ انساں محمدؐ عربی
منبعِ کیف و سیر و استغراق — کنزِ عرفاں محمدؐ عربی
ہیں خدا کے حبیب سب کے طبیب — جانِ جاناں محمدؐ عربی

اپنے بہزاد کو بُلا لیجئے
ہے پریشاں محمدؐ عربی

ثنائے مدینہ

خوشا عالمِ آب و تابِ مدینہ — کہاں ہے، کہاں ہے جوابِ مدینہ
نہ خالی گدا ہیں، نہ خالی غنی ہیں — زہے رحمتِ بے حسابِ مدینہ
زمین و زماں میں کہاں پر نہیں ہیں — ضیائیں تری ماہتابِ مدینہ
ترستی ہیں نظریں تڑپتی ہیں آنکھیں — الٰہی دکھا روز خوابِ مدینہ
جو اہلِ نظر ہیں وہی جانتے ہیں — کہ ہے کون زیرِ نقابِ مدینہ
بسا ہے نگاہوں میں نظروں میں دل میں — ہر اک منظرِ لاجوابِ مدینہ

مَیں جیسے ہُوں بہزاد روضہ کے آگے
بڑے لُطف کا ہے یہ خوابِ مدینہ

معروضہ

سُنتے شہِ والائے مدینہ — مَیں بھی تو ہُوں شیدائے مدینہ

سر وہی سر ہے اللہ اللہ — جس میں کہ ہو سودائے مدینہ

سینہ بہ سینہ پہنچی ہے مُجھ کو — مستیِ صہبائے مدینہ

دہر میں کس جا پر نہیں پہنچی — روشنیِ دُنیائے مدینہ

ہائے چمن بُلبُل کی زباں پر — میری زباں پر ہائے مدینہ

سب کو ہی دے اے دینے والے — یادِ نبی سودائے مدینہ

مری دُعا بہزاد یہی ہے
مُجھ کو خدا دکھلائے مدینہ

اِلتجا

اُے حبیبِ خُدا اُے حبیبِ خُدا — حامیِ دو جہاں شافعِ دوسرا

سَرورِ مُرسلیں نازشِ عالمیں — فخرِ کون و مکاں نازِ ارض و سما

وجہِ ایمان و دیں مشعلِ سالکیں — واقفِ رازِ حق آفتابِ ھُدا

دردمندِ جہاں چارۂ بے کساں — رحمتِ ہر زماں کانِ لُطف و عطا

اُے طبیبِ دِلاں اُے مسیحِ زماں — قاطعِ ہر الم دافعِ ہر بلا

وجہِ تخلیقِ کُل، شاہ و ختمِ رُسل — مظہرِ ذاتِ حق مُبتدا مُنتہا

کب سے بہزاد کو ہے مدینے کی دُھن
اس کو لِللہ جلدی سے لیجئے بُلا

دوعالم کی پکار

محمدؐ ہیں دونوں جہاں کے سہارے — نہ کیوں اُن پہ دونوں جہاں دل کو وارے

انہیں کی ضیاؤں سے روشن ہے عالم — انہیں کی تجلّی سے یہ چاند تارے

وہ پیدا نہ ہوتے تو عالم نہ ہوتا — اُنہیں کے تصدّق میں ہیں یہ نظّارے

اُنہیں نے بتائی ہمیں راہ حق کی — ہمارے مقدّر اُنہیں نے سنوارے

شفاعت کے دن عاصیوں خاطیوں کی — لگائیں گے کشتی وہی تو کنارے

وہ محبوبِ حق ہیں وہ مطلوبِ حق ہیں — وہی ہیں دلوں کی تمنّا ہمارے

اُنہیں کے کرم سے تو دامن بھرا ہے
نہ بہزاد کیوں اُن کو ہر دم پکارے

صَلِّ علیٰ محمدؐ

محرمِ خلوتِ دنیٰ صَلِّ علیٰ محمدؐ — واقفِ رازِ کبریا صَلِّ علیٰ محمدؐ

رُوحِ مسیحؑ و خضرؑ و نوحؑ جانِ کلیمؑ و بوالبشر — نازش و فخرِ انبیاء صَلِّ علیٰ محمدؐ

شافعِ بیکسانِ دہر حامیٔ خاطیانِ دہر — صاحبِ رحمت و عطا صَلِّ علیٰ محمدؐ

وجہِ نمودِ دو جہاں غائتِ بزمِ این و آں — باعثِ خلقِ دوسرا صَلِّ علیٰ محمدؐ

مہرِ سپہرِ عارفاں ماہِ منیرِ سالکاں — بدرِ کمالِ اولیاء صَلِّ علیٰ محمدؐ

اس کو نصیب ہوگئیں دونوں جہاں کی نعمتیں — جس کی زباں پہ آگیا صَلِّ علیٰ محمدؐ

صَلِّ علیٰ محمدؐ میرا عجیب حال ہے
پڑھتے ہی ہیں تو کھو گیا صَلِّ علیٰ محمدؐ

دِل کی پُکار

الٰہی دکھا آستانِ مدینہ | کہ ہے حسرتِ دل جہانِ مدینہ
سُنیں پڑھ رہا ہوں میں نعتِ پیمبرؐ | کہاں ہیں کہاں عاشقانِ مدینہ
نظر خواب میں کاش آجائے اک دن | وہ رُوحِ دو عالم وہ جانِ مدینہ
وہاں کے ہر اک ذرّے میں حق ہی حق ہے | بتاتے ہیں یہ عارفانِ مدینہ
ضیا بخشِ عالم ہیں ان کی ضیائیں | ہر اک جا عیاں ہے نشانِ مدینہ
مدینے میں جا کر الٰہی میں رکھ لوں | ان آنکھوں میں وہ آستانِ مدینہ

کرم ہے یہ خالق کا بہزاد مجھ پر
بنایا ہے مجھے مدح خوانِ مدینہ

دُعائے دِل

تمنائے بطحا نہ جائے الٰہی | نہ یہ دِل میرا چین پائے الٰہی
جو کر آؤں قسمت سے بطحا میں سجدے | یہ ارمان یوں ہی رُلائے الٰہی
زباں پر ہو ذکر و درودِ محمدؐ | جو آئے تو یوں نیند آئے الٰہی
بہت دن سے ارمانِ بطحا ہے مجھ کو | بہت دن ہوئے مسکرائے الٰہی
جو کوئی بھی آئے مدینے کا زائر | مجھے ذکرِ طیبہ سنائے الٰہی
جو جائے مدینے وہ واپس یہاں پر | نہ آئے نہ آئے نہ آئے الٰہی

جو بہزاد ہے مدح خوانِ حبیبؐ
وہ بطحا میں نعتیں سنائے الٰہی

جانِ مدینہ ہے

یہ نہ پُوچھو کہاں مدینہ ہے — دِل مدینہ ہے جاں مدینہ ہے
میرے شعروں میں کیوں نہ ہو تاثیر — رُوحِ ذکر و بیاں مدینہ ہے
عارفوں کی نظر بتاتی ہے — منزلِ عارفاں مدینہ ہے
یہ جہاں وہ جہاں سبھی صدقے — حاصلِ دو جہاں مدینہ ہے
عشق کا راز کہہ رہا ہُوں مَیں — کعبۂ عاشقاں مدینہ ہے
تک رہے ہَیں سبھی مدینے کو — سب کی رُوحِ رواں مدینہ ہے

اپنا عالم مَیں کیا کہُوں بہزادؔ کو
میرا دِل میری جاں مدینہ ہے

شُکرِ پروردگار

صد شُکر مِلا ہے مجھے ارمانِ مدینہ — صد شُکر کہ ہُوں دل سے مَیں قربانِ مدینہ
اُس کی ہی تجلّی سے تو روشن ہَیں دو عالم — اللہ رے ضیائے مہِ تابانِ مدینہ
جس پر کہ خزاں آنکھ اُٹھا ہی نہیں سکتی — بستانوں میں ہے صرف وہ بستانِ مدینہ
بخشی ہے ہمیں حق کی طلب حق کی محبّت — احسانِ مدینہ ہے یہ احسانِ مدینہ
اِک بے خودیٔ شوق میں کٹتے ہَیں شب و روز — کِس درجہ سکُوں بخش ہے ارمانِ مدینہ
جانانِ دو عالم ہے جو جانانِ زمانہ — محبُوبِ خدا ہے وہی جانانِ مدینہ

بہزادؔ میری رُوح پر اِک کیف ہے طاری
اللہ ری غُلامی غُلامانِ مدینہ

کیفِ تمام

مجھ کو تو جس گھڑی سے بطحا کی آرزو ہے — مرا تو حال یہ ہے دل میرا قبلہ رُو ہے

ارماں میں جس کے گم تھے پیغمبرانِ عالم — بطحا کی سرزمیں ہیں وہ جانِ آرزو ہے

اے رحمتِ دو عالم تیرے کرم کے صدقے — رحمت ہی ہر طرف ہے رحمت ہی چار سُو ہے

وقتِ درود خوانی گرتے ہیں اشک پیہم — کہتے ہیں جس کو گریہ یہ رُوح کا وضو ہے

بطحا کی جستجو ہے کون و مکاں میں سب کو — جو سب کو جستجو ہے یارب وہ جستجو ہے

بہزاؔد اپنا عالم دُنیا کو کیا دکھاؤں
بطحا کی آرزو تھی بطحا کی آرزو ہے

کعبۂ عشاق

یہ کیا بتلاؤں میں کیا ہے مدینہ — دلِ عاشق کا کعبہ ہے مدینہ

جہاں سے راہ ملتی ہے خدا کی — وہ جادہ اور وہ رستہ ہے مدینہ

خدا رکھے مرا دردِ محبّت — مرے دِل کی تمنّا ہے مدینہ

مری آنکھوں کا عالم اللہ اللہ — نگاہوں کا تقاضا ہے مدینہ

زباں پر ہر گھڑی ہے یا محمّدؐ — کہ میری دین و دُنیا ہے مدینہ

الٰہی اپنے اس عالم کے قرباں — تصوّر میں ہویدا ہے مدینہ

میں اے بہزاؔد مستِ رہروی ہوں
مری منزل مدینہ ہے مدینہ

اللہ اللہ

زباں پر ذکرِ طیبہ اللہ اللہ
مقدر میرا ایسا اللہ اللہ

دو عالم مست ہیں اُن کی گلی میں
وہی ہیں دین و دُنیا اللہ اللہ

وہاں دُھلتے ہیں دل سے داغِ عصیاں
وہاں بٹتی ہے عُقبیٰ اللہ اللہ

وہاں ہیں خاتم و ختمِ رسالت
وہاں ہیں سب کے آقا اللہ اللہ

زمانہ ہے وہاں پر مست و بیخود
جہاں ہے کھویا کھویا اللہ اللہ

وہاں عالم ہے عالم کیف ہے کیف
وہاں سجدہ ہے سجدہ اللہ اللہ

وہیں کا مجھ کو ہے بہزاد ارماں
وہیں کا دِل ہے شیدا اللہ اللہ

مدینے میں

ہیں شہِ دو جہاں مدینے میں
شافعِ بے کساں مدینے میں

جس کو کہتے ہیں رحمت والطاف
ہر قدم ہے عیاں مدینے میں

ساقیٔ دو جہاں کا در ہے وہ
ہوش جا کر کہاں مدینے میں

اللہ اللہ یہ بے خودیٔ عشق
کھو گئے دو جہاں مدینے میں

رُوح پر بیخودی سی طاری ہے
کچھ عجب ہے سماں مدینے میں

وہ ملے اور حق کو بھی پایا
مِل گئے دو جہاں مدینے میں

مَیں یہاں ہُوں تو کیا ہے اے بہزاد
دِل مدینے میں جاں مدینے میں

عالمِ تصوّر

تصور میں ہے بطحا اور میں ہوں — مقابل ہے وہ روضہ اور میں ہوں

زمیں تا آسماں اک نور ہی نور — ضیاؤں کی ہے دُنیا اور میں ہوں

در و دیوار پُر تقدیس و پُر نور — مقدّس ہے نظارا اور میں ہوں

زمانہ ہے وہاں پر مست و بے خود — جہاں ہے کھویا کھویا اور میں ہوں

تڑپتا تھا میں جس مقصد کو لے کر — وہی پورا ہے منشا اور میں ہوں

تصور میں ترے قربان جاؤں — کہ ہے ارضِ مدینہ اور میں ہوں

جسے عشقِ نبی کہتے ہیں بہزاد
خوش قسمت یہ سودا اور میں ہوں

نعتِ آقا

زباں پر نعتِ آقا اللہ اللہ — ملا مجھ کو یہ رتبہ اللہ اللہ

نہ کیوں ہوں اپنے عالم پر تصدق — تصور میں ہے بطحا اللہ اللہ

مدینے ہو کے کیا آئی صبا تو — معطر سا ہے جھونکا اللہ اللہ

نظر آئے کاش آئے مجھ کو ہر دم — مدینہ ہی مدینہ اللہ اللہ

جہاں مٹتی ہے دُنیا کی کثافت — جہاں بنتی ہے عقبیٰ اللہ اللہ

جو ہے آرام گاہِ شافعِ کل — جو ہے رحمت کا ملجا اللہ اللہ

میں بے خود ہو گیا میری زباں پہ — یہ کس کا نام آیا اللہ اللہ

وہ سرتاجِ رُسل فخرِ زمانہ — وہ دو عالم کے مولا اللہ اللہ

جو ہیں رُوحِ مُراد و مقصدِ دل — جو ہیں جانِ تمنّا اللہ اللہ

جو ہیں محبوبِ خلاقِ دو عالم — جو ہیں مطلوبِ دُنیا اللہ اللہ

میرے اشعار میں بہزاد یہ کیف
ہے سب اُن کا ہی صدقہ اللہ اللہ

شبِ معراج

آنے والا ہے طبیب دو سرا آج کی رات
سب کو مِل جائے گی ہر غم کی دوا آج کی رات

عِشق والوں سے کہو عشق کی معراج ہے یہ
جلوہ دِکھلائے گا محبوبِ خدا آج کی رات

سب پہ کھُل جائے گا جو رازِ نزولِ حق ہے
سب سمجھ جائیں گے اسرارِ لِقا آج کی رات

فرش پر جس کی ضیاؤں سے ہے عالم روشن
اس کو دی جائے گی اس عرش پہ جا آج کی رات

میرے محبوب کی کیا شان ہے کیا رُتبہ ہے
کُل خُدائی کو دِکھائے گا خُدا آج کی رات

اللہ اللہ ہمارے بھی مُقدّر جاگے
ہم بھی چومیں گے وہ نقشِ کفِ پا آج کی رات

یہ ہے معراج کی شب تجھ کو خبر ہے بہزادؔ
مانگ لے تو بھی مدینے کی دُعا آج کی رات

نعرۂ حق

جسے عشقِ سرکارِ بطحاؐ نہیں ہے
وہ اپنی حقیقت کو سمجھا نہیں ہے

پہنچ کر مدینے میں اے آنے والے
محبّت کا یہ تو تقاضہ نہیں ہے

مدینے مجھے لے چلو چارہ سازو
بجز اس کے کچھ تم سے کہنا نہیں ہے

اِلٰہی دکھا دے مدینے کی گلیاں
مدینہ کبھی مَیں نے دیکھا نہیں ہے

خُدا کی طلب ہے تو بطحا کو پہنچو
کوئی دُوسرا اور رستہ نہیں ہے

بجز آپ کے اے شفیعِ دو عالم
سرِ حشر کوئی سہارا نہیں ہے

پڑھوں نعت بہزادؔ بطحا میں جاکر
بجز اس کے کوئی تمنّا نہیں ہے

ارمانِ دل

مدینے کو جائیں یہ جی چاہتا ہے — مقدّر بنائیں یہ جی چاہتا ہے
مدینے کے آقا دو عالم کے مولا — ترے پاس آئیں یہ جی چاہتا ہے
جہاں دونوں عالم ہیں محوِ تمنّا — وہاں سر جھکائیں یہ جی چاہتا ہے
دلوں سے جو نکلیں دیارِ نبیؐ میں — سنیں وہ صدائیں یہ جی چاہتا ہے
محمدؐ کی باتیں محمدؐ کی سیرت — سنیں اور سنائیں یہ جی چاہتا ہے
درِ پاک کے سامنے دل کو تھامے — کریں ہم دعائیں یہ جی چاہتا ہے

پہنچ جائیں بہزادؔ جب ہم مدینے
تو خود کو نہ پائیں یہ جی چاہتا ہے

مدینہ مدینہ

یہی راز ہے ایک سینہ بہ سینہ — مدینہ ہے کعبہ کہ کعبہ مدینہ
وہیں کی تو ہے رہبری کا تصدّق — ہمیں آگیا زندگی کا قرینہ
ملی جا رہی ہے دو عالم کی نعمت — رٹے جا رہا ہوں مدینہ مدینہ
ہمارے تو ہیں ناخدا شاہِ بطحا — نہیں ڈوب سکتا ہمارا سفینہ
عجب چیز ہے عشقِ پاکِ محمدؐ — مری جاں ہے کعبہ مرا دل مدینہ
محمدؐ محمدؐ محمدؐ محمدؐ — یہی ذکر ہے عاشقوں کا خزینہ

میں بہزادؔ مضطر رٹے جا رہا ہوں
مدینہ مدینہ مدینہ مدینہ

حسرتِ دل

جیوں نعتِ شاہِ ہدا کہتے کہتے — مروں مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ کہتے کہتے
مرا جھک گیا دل مدینے کی جانب — محبّت ترا ماجرا کہتے کہتے
جہاں میں پھنسا بحرِ آفات و غم میں — ہوا پار یا مصطفیٰؐ کہتے کہتے
ہوئے خواب میں مجھ پہ انوار نازل — جو سویا میں صلِّ علیٰ کہتے کہتے
تصور کے عالم میں پہنچا مدینے — میں نعتِ حبیبِ خدا کہتے کہتے
مدینہ مدینہ رٹے جاؤں گا میں — تھکوں گا نہ دل کی صدا کہتے کہتے

یہ بہزاد پر کتنا لطف و کرم ہے
ہوا مست دل کی صدا کہتے کہتے

زہے نصیب

حبیبِ خدا کا جو نام آ رہا ہے — تو دل کو سکوں کا پیام آ رہا ہے
تصوّر میں رہنے لگا ہے مدینہ — مرا جذبِ دل میرے کام آ رہا ہے
تصوّر میں رہتا ہے جب سے وہ روضہ — ہر اک اشک بہرِ سلام آ رہا ہے
محمدؐ محمدؐ محمدؐ محمدؐ — خوشا لب پہ بس ایک نام آ رہا ہے
میں جب سے کہ کھویا ہوں یادِ نبیؐ میں — مجھے لطف سا گام گام آ رہا ہے
بجز آپ کے اے شفیعِ دو عالم — ہمارے بھلا کون کام آ رہا ہے

میں اس رنگ سے پہنچوں بہزاد طیبہ
کہ دنیا پکارے غلام آ رہا ہے

افکارِ دل

مدینے دل و رُوح و جاں لے کے جاؤں — محبّت کا سارا جہاں لے کے جاؤں

رہی ہے جو سرگرم اُن کی ثنا میں — وہ فکرِ سخن وہ زباں لے کے جاؤں

بھلا دُوں جو کاذب ہے رُوداد میری — جو حق ہے وہی داستاں لے کے جاؤں

محمّد محمّد ہو ہونٹوں پہ میرے — مَیں ایماں کی گلکاریاں لے کے جاؤں

نہ چھُوٹے کبھی یہ دیارِ مدینہ — یہ حسرت سرِ آستاں لے کے جاؤں

جو تڑپا رہا ہے مری زندگی کو — میں وہ دِل کا دردِ نہاں لے کے جاؤں

نہیں لائقِ نذر بہزاد کچھ بھی
میں کیا پیشِ شاہِ شہاں لے کے جاؤں

وہ روضہ

وہ روضہ وہ بابِ حرم اللہ اللہ — جہاں دِل ہیں سینوں میں خم اللہ اللہ

جہاں جنّ و اِنساں سبھی چل رہے ہیں — دبے پاؤں ہلکے قدم اللہ اللہ

جہاں رُوح کو ہر قدم مِل رہا ہے — عجب کیف سا دمبدم اللہ اللہ

جہاں سب پہ طاری ہے کیفِ محبّت — جہاں سب کی آنکھیں ہیں نم اللہ اللہ

جہاں ایک ہیں کیا گدا کیا تونگر — سبھی پر ہے یکساں کرم اللہ اللہ

جہاں بھر گئے سب کے دامانِ ارماں — جہاں مِٹ گئے سب کے غم اللہ اللہ

یہ بہزادِ مضطر اُنہیں کا کرم ہے
مدینے کو ہو آئے ہم اللہ اللہ

جہانِ آرزو

درِ خیر الوریٰ کی آرزو ہے — دیارِ مصطفےٰ کی آرزو ہے
دکھا دے رحمتِ عالم کا روضہ — یہی ہر بے نوا کی آرزو ہے
کروں جالی کے آگے نعت خوانی — یہی نطق و صدا کی آرزو ہے
وہ مانگی جائے اس روضہ کے آگے — یہ مدت سے دعا کی آرزو ہے
وہ ہو منسوب اس جانِ جہاں سے — ہر ایک حسن و ثنا کی آرزو ہے
بسا لوں گا میں آنکھوں میں مدینہ — نگاہوں کو لقا کی آرزو ہے
رہے ہر دم زباں پہ نام اُن کا — یہی جذبِ وفا کی آرزو ہے
اِدھر بھی اک نگاہِ لطف و رحمت — یہ قلبِ مبتلا کی آرزو ہے

حبیبِ کبریا کا عشق بہزاد
حقیقت میں خدا کی آرزو ہے

قربانِ مدینہ

رہتی ہے ہمیشہ رُوح مری قربانِ مدینہ کیا کہنا
یہ کونسا عالم دکھلایا، ارمانِ مدینہ کیا کہنا
کیا فرشِ زمیں کیا سطحِ قمر کیا چرخِ بریں کیا جنّ و بشر
ہے سایہ ترا دو عالم پر دامانِ مدینہ کیا کہنا
ہر عشق کی منزل میں تو ہے ہر کیف کی محفل میں تُو ہے
اے جانِ دو عالم کیا کہنا، جانانِ مدینہ کیا کہنا
ہر شام تری رخشاں رخشاں ہر صبح تری خنداں خنداں
ہر لمحہ ترا تاباں تاباں، اے شانِ مدینہ کیا کہنا
ہر وقت مدینے کی دُھن ہے اک کیف میں جینے کی دُھن ہے
بہزاد کی حسرت کا کیا کہنا بہزاد کا ارماں کیا کہنا

ہر اک حال سے باخبر ہے مدینہ

مری رُوح کا مُستقر ہے مدینہ — مرا دل ہے کعبہ جگر ہے مدینہ

بہارِ زمانہ سے کیا مجھ کو مطلب — کہ میرے تو پیشِ نظر ہے مدینہ

مَیں اُن کی تجلّی کے قُربان جاؤں — جدھر جائیے جلوہ گر ہے مدینہ

مجھے بیخودی میں بس اتنی خبر ہے — اُدھر جا رہا ہُوں جدھر ہے مدینہ

مجھے ان طبیبوں پہ کیوں چھوڑتے ہو — مرے درد کا چارہ گر ہے مدینہ

نہیں اس میں تخصیص کچھ ما و تُو کی — کہ ہر اہلِ ایماں کا گھر ہے مدینہ

عجب رنگ ہے میرے ہر روز و شب کا — کہ ہر شب ہے کعبہ سحر ہے مدینہ

میں بہزادؔ کیوں اپنا عالم سناؤں
ہر اک حال سے باخبر ہے مدینہ

دُعائے پنجگانہ

عشقِ احمدؐ نصیب کر یا رَب — ذوقِ بے حد نصیب کر یا رب

مری نظروں کو کر سکون عطا — سبز گُنبد نصیب کر یا رب

ذوقِ جامیؒ دے شوقِ شبلیؒ دے — کیفِ سرمدؒ نصیب کر یا رَب

ذکرِ امجد ہے کیا درُودِ نبیؐ؟ — ذکرِ امجد نصیب کر یا رَب

جان نِکلے تو اُن کی چوکھٹ پر — دل کا مقصد نصیب کر یا رَب

زندگی چاہتی ہے کعبۂ شوق — اُن کا مرقد نصیب کر یا رب

عشق کی انتہا دیارِ نبیؐ — عشق کی حد نصیب کر یا رب

بطفیلِ محمدِؐ عربی — قلبِ ارشد نصیب کر یا رب

پھر نہ لَوٹے مدینے سے بہزادؔ
عشق کی زد نصیب کر یا رب

نعرۂ مسرّت

اے صلِّ علیٰ حسرت وارمانِ مدینہ — خالق نے کیا غیب سے سامانِ مدینہ

صد شکر کہ آنے لگیں بطحا سے ہوائیں — دل میں لئے بیٹھا تھا میں ارمانِ مدینہ

ہر ذرّۂ کونین ہے رخشان و مُنوّر — اللہ رے ضیائے مہِ تابانِ مدینہ

اس کے ہی تصدق میں بدل جاتے ہیں کردار — سب سے بڑی نعمت ہے یہ ارمانِ مدینہ

راہی کو کوئی فکر نہیں راحت و غم کی — اللہ کا مہمان ہے مہمانِ مدینہ

اب کیوں نہ کھلے غنچۂ پژمردۂ ہستی — آنے لگی خوشبوئے گلستانِ مدینہ

سُنتا ہوں کہ بہزادِ حزیں جائے گا بطحا
سُنتا ہوں کہ بر آئے گا ارمانِ مدینہ

ثنائے مدینہ

اُس بلادِ حرم کا کیا کہنا — جنّت ہر ارم کا کیا کہنا

گاہ رخشاں گہے ضیائے تمام — تابشِ دمبدم کا کیا کہنا

حسرتوں سے کہیں سوا پایا — اُن کے لطف و کرم کا کیا کہنا

جُھک رہی ہے جبینِ دو عالم — اُن کے نقشِ قدم کا کیا کہنا

گاہ صلوٰۃ و گہہ سلام و درود — عشق کے کیف و کم کا کیا کہنا

یہ بھی رخشاں ہے وہ بھی رخشاں ہے — صبح و شامِ حرم کا کیا کہنا

تر ہوئی اُن کے رُو برُو بہزاد
اس مری چشمِ نم کا کیا کہنا

قربانِ مدینہ

ہے دل کو مرے حسرت و ارمانِ مدینہ — قربانِ مدینہ ہوں میں قربانِ مدینہ

یارب یوں ہی جاتا رہوں آتا رہوں پیہم — یارب مرا ہر سال ہو سامانِ مدینہ

کونین میں پاتے ہو جو یہ نکہت و نزہت — ہر سمت ہے خوشبوئے گلستانِ مدینہ

کب سر کو جھکاؤں گا درِ پاک پہ پیہم — کب نکلے گا یارب مرا ارمانِ مدینہ

وہ لطف ملا ہے کہ زباں وقفِ دعا ہے — یارب نہ ہو کم ذوقِ فراوانِ مدینہ

دولت کی تمنا رہے دنیا کو مبارک — کافی ہے مجھے حسرت و ارمانِ مدینہ

اللہ کی اس رحمت و بخشش کے تصدق
بہزاد ملا ہے مجھے ارمانِ مدینہ

التجائے روح

للہ کرم اے شہِ ذی شانِ مدینہ — دل ہی میں نہ رہ جائے یہ ارمانِ مدینہ

ارماں نہیں اب کوئی بجز ارمانِ مدینہ — قربانِ مدینہ ہوں میں قربانِ مدینہ

ہے جائے سکوں جائے اماں جائے تسلی — عالم میں فقط روضۂ سلطانِ مدینہ

کب دیکھوں گا یارب وہ مہکتی ہوئی گلیاں — کب دیکھوں گا وہ ارضِ درخشانِ مدینہ

تیرے لئے دشوار نہیں ربِّ دو عالم — تو چاہے تو کر دے ابھی سامانِ مدینہ

سیراب جہاں ہوتے ہیں تسکیں کے پیاسے — دکھلا دے وہی چشمۂ فیضانِ مدینہ

بہزادِ حزیں کاش کہ ہو جاؤں میں شامل
در حلقۂ خدام و غلامانِ مدینہ

ارمانِ کامل

مدینے ہی جانے کو جی چاہتا ہے — وہیں سر جھکانے کو جی چاہتا ہے

سلامت سلامت میرا جذبِ ایماں — کہ قسمت بنانے کو جی چاہتا ہے

جہاں سے نظر آئے وہ آستانہ — وہیں گھر بنانے کو جی چاہتا ہے

مبارک ہیں وہ جالیاں جن کے آگے — یہ نعتیں سنانے کو جی چاہتا ہے

مدینے جو پہنچوں تو کیا پوچھتے ہو — سبھی کچھ لٹانے کو جی چاہتا ہے

فرشتے ہیں بہزاد اس جا پہ لرزاں
جہاں بار پانے کو جی چاہتا ہے

جنّت ہے مدینہ

جو ہے ہر لحظہ جنّت۔ ہے مدینہ — جہاں ہر دم ہے رحمت۔ ہے مدینہ

جہاں ملتی ہے نعمت دو جہاں کی — جہاں کھلتی ہے قسمت۔ ہے مدینہ

جہاں ملتے ہیں ہوش و کیف و تسکیں — جہاں بٹتی ہے دولت۔ ہے مدینہ

فسانہ ہی فسانہ ہے زمانہ — حقیقت ہی حقیقت۔ ہے مدینہ

صداقت حسن کی ہو عشق کی ہو — جہاں ہے ہر صداقت۔ ہے مدینہ

جہاں ہے دم بخود الفت ہے کعبہ — جہاں رقصاں ہے الفت۔ ہے مدینہ

یہی ہے راز اے بہزاد میرا
مری دنیائے الفت۔ ہے مدینہ

عالمِ ذوق

یاد ہے جب سے کوئے مدینہ — دِل رہتا ہے سوئے مدینہ
چھیڑا جو دِل نے ذکرِ محمدؐ — آنے لگی خوشبوئے مدینہ
قبلۂ دِل ہے روئے محمدؐ — کعبۂ جاں ہے کوئے مدینہ
کہہ تو رہا ہوں کہہ تو رہا ہوں — مری نظر ہے سوئے مدینہ
جتنے بھی گُل ہیں جتنے بھی غنچے — کس میں نہیں خوشبوئے مدینہ
اس کو خدا نے نعمتیں بخشیں — جو بھی چلا ہے سوئے مدینہ
دہر میں جتنے بھی منظر ہیں — سب سے حسیں ہے کوئے مدینہ
بادِ صبا آئی ہے ادب سے — لائی ہے کیا خوشبوئے مدینہ
صحنِ چمن بلبل کی نظر میں — میری نظر میں ہے کوئے مدینہ

مجھ پہ کرم بہزادؔ ہے حق کا
تکتا ہوں ہر دم سوئے مدینہ

نظّارگیِ شوق

آپؐ ہیں ہر سو انجمن آرا — اہلِ نظر کرتے ہیں نظّارا
صاحبِ عرفاں ہے وہی ہستی — جس نے بھی تن من آپؐ پہ وارا
چاہے تو دو عالم کو بدل دے — آپؐ کا اک ادنیٰ سا اشارا
اُس کا مقدّر فوراً بدلا — آپؐ کو جس نے دل سے پکارا
آپ اگر طیبہ میں بُلالیں — ہر غمِ ہستی ہم کو گوارا
آپؐ شفیعِ ہر دوسرا ہیں — آپ ہیں ہر بے کس کا سہارا

کاش وہیں بہزادؔ رہوں میں
کرتا رہوں روضہ کا نظّارا

اُمیدِ قلب

جب مدینے مرا سفر ہو گا — زیست کا مرحلہ بھی سر ہو گا
ہے مدینہ ہی وہ جگہ کہ جہاں — بے خبر جا کے باخبر ہو گا
یہی ارماں رہے گا ہر شب میں — یہی ارمان ہر سحر ہو گا
ہے مبارک یہ دردِ ہجرِ نبی — ہاں یہی دردِ چارہ گر ہو گا
جاؤں گا کب سوئے دیارِ نبیؐ — کب دُعاؤں میں مری اثر ہو گا
دیکھوں گا جب میں گنبدِ خضرا — کیا مرا عالم نظر ہو گا

رَٹ رہا ہے جو یا نبیؐ بہزاد
مرا دل ہو گا یا جگر ہو گا

باتیں

چلو ارضِ مدینہ دیکھ آئیں — تمنّاؤں کا کعبہ دیکھ آئیں
جہاں ملتی ہے نعمت دو جہاں کی — جہاں بنتی ہے عُقبیٰ دیکھ آئیں
وہ جن کے واسطے ہیں دونوں عالم — جہاں وہ ہیں وہ دُنیا دیکھ آئیں
جو ہے آرام گاہِ شاہِ کونینؐ — وہ گنبد اور وہ روضہ دیکھ آئیں
بہت دن سے تمنّائے دلی ہے — دلِ عالم کا منشا دیکھ آئیں
جبیں تو ہر جگہ کرتی ہے سجدے — دلوں کو وقفِ سجدہ دیکھ آئیں

دُعا بہزاد کی ہر دم یہی ہے
الٰہی ہم مدینہ دیکھ آئیں

یادِ مدینہ

یاد رہنے لگی مدینے کی — ہائے رے دلکشی مدینے کی

عشق والوں کا کعبۂ مقصود — ہے تو ہی اے گلی مدینے کی

کاش مِل جائے بے قراروں کو — پُرسکوں زِندگی مدینے کی

اللہ اللہ کیسی پھیلی ہے — چار سُو روشنی مدینے کی

آگیا جب بھی لب پہ نامِ حضورؐ — یاد تڑپا گئی مدینے کی

ہوش کی آرزو نہیں یارب — ہو عطا بے خودی مدینے کی

یاد مِٹ جائے سارے عالم کی — پر نہ جائے کبھی مدینے کی

آنکھ میں روشنیٔ کعبہ ہے — دِل میں تابندگی مدینے کی

اب مرا اور حال ہے بہزادؔ
جب سے یہ دُھن لگی مدینے کی

رُوحی فِداکَ یارسُولؐ

رُوحی فِداک یارسُولؐ صَلِّ علیٰ محمدٍؐ — نعت ہو مری یہ قبول صَلِّ علیٰ محمدٍؐ

وہ کوئی بھی جہاں سہی وہ کوئی بوستاں سہی — آپ ہیں ہر چمن کے پھول صَلِّ علیٰ محمدٍؐ

آپ ہیں جانِ اولیاء آپ ہیں رُوحِ اصفیاء — آپ امامِ ہر رسول صَلِّ علیٰ محمدٍؐ

زِیست میری بنائیے طیبہ مجھے بلائیے — رہتا ہوں اس لئے ملول صَلِّ علیٰ محمدٍؐ

عشقِ نبیؐ اگر ملے غنچۂ زِندگی کِھلے — زِیست کا ہے یہی حصول صَلِّ علیٰ محمدٍؐ

کاش بڑھے وہ بیخودی جاگ اُٹھے رُوح کی لگی — کاش میں جاؤں خود کو بھول صَلِّ علیٰ محمدٍؐ

آپ ہیں ابتدائے کُل آپ ہیں انتہائے کُل
آپ ہیں خاتم الرسول صَلِّ علیٰ محمدٍؐ

ارمانِ مدینہ

نہ کیوں ہو جاؤں قربانِ مدینہ / کہ ہے مدت سے ارمانِ مدینہ

زمیں سے آسماں تک ہے درخشاں / ضیائے ماہِ تابانِ مدینہ

وہ ہے آرام گاہِ شاہِ کونین / نہ کیوں بالا ہے شانِ مدینہ

وہیں کی رہبری سے حق ملا ہے / زمانے پر ہے احسانِ مدینہ

تمہیں جانانِ عالم روحِ عالم / تمہیں محبوبِ حق جانِ مدینہ

نگاہوں کی مراد و حسرتِ جاں / دلوں کے شاہ سلطانِ مدینہ

زباں پر ہے مری بہزادؔ ہر دم
فدائے کعبہ، قربانِ مدینہ

اورادِ زباں

بھلا میں اور ان کا بیاں اللہ اللہ / خدا جن کا ہے مدح خواں اللہ اللہ

وہ جن کے لئے کل خدائی بنی ہے / جو ہیں وجہِ کون و مکاں اللہ اللہ

ہوئی ختم جن پر دو عالم کی نعمت / جو ہیں خاتم المرسلاں اللہ اللہ

وہ جن کی طرف ہے نظر عاصیوں کی / جو ہیں شافعِ بے کساں اللہ اللہ

وہاں سن رہے ہیں جو روداد میری / میں گو کہہ رہا ہوں یہاں اللہ اللہ

جو ہیں قبلۂ آرزو و تمنا / جو ہیں کعبۂ عاشقاں اللہ اللہ

محمد محمدؐ کے صدقے میں بہزاد
ہے ہر وقت وردِ زباں اللہ اللہ

توصیفِ حضورؐ

نازشِ کبریا ہیں رسُولِ خُدا　　اشرفُ الانبیاء ہیں رسُولِ خدا

اُن کے صدقے میں پیدا ہوئے دو جہاں　　باعثِ دو سرا ہیں رسُولِ خُدا

رحمتِ عالمیں اُن کی ہی ذات ہے　　سب کے مُشکل کشا ہیں رسُولِ خدا

اُن کا جو ہو گیا اُس کو حق مِل گیا　　منزلِ اولیاء ہیں رسُولِ خدا

ہیں اُنہیں کی ضیاؤں سے روشن جہاں　　آفتابِ ھُدا ہیں رسُولِ خدا

عاصیوں کی نظر کیوں نہ ہر دم اُٹھے　　شافعِ ہر خطا ہیں رسُولِ خُدا

مجھ کو بہزاؔد کیوں ہو نہ طیبہ کی دھن
دل میں جلوہ نما ہیں رسُولِ خُدا

نبیِ مکرّم

خُدا کے دُلارے نبیِ مُکرّم　　ہمارے سہارے نبیِ مکرّم

کبھی خواب میں اپنا جلوہ دکھا دو　　میں قُربان تمہارے نبیِ مکرّم

تمہارے مقابل نہ یہ مہرِ تاباں　　نہ یہ چاند تارے نبیِ مکرّم

گناہوں کی کشتی کو ہم عاصیوں کی　　لگا دو کنارے نبیِ مکرّم

قیامت کے دن اُمّتِ پُر گنہ کے　　تمہیں ہو سہارے نبیِ مکرّم

دُعا ہے یہ بہزاؔد ہم کو مدینے
بُلالیں ہمارے نبیِ مکرّم

پکار

سنو شاہِ بیکس نوازِ مدینہ — ہمیں بھی کرو سرفرازِ مدینہ

طفیلِ محمدؐ شہِ دین و دنیا — الٰہی نہ کم ہو گدازِ مدینہ

میں سمجھوں ملا حاصلِ زندگانی — اگر ہو میسّر نمازِ مدینہ

عجب کیف میں میں بسر کر رہا ہوں — مری زندگی ہے نثارِ مدینہ

نہ اپنی خبر ہے نہ دل کی خبر ہے — عجب چیز ہے یہ گدازِ مدینہ

ارے آنے والے مجھے دے تسلّی — کوئی چھیڑ ذکرِ درازِ مدینہ

خدا کا کرم ہے یہ بہزاد مجھ پر
کہ بخشا ہے سوز و گدازِ مدینہ

توصیفِ سرکار

رسول و حبیبِ خدا ہیں محمدؐ — تمنّائے ارض و سما ہیں محمدؐ

محمدؐ مسیحائے کون و مکاں ہیں — طبیب و دوا و دعا ہیں محمدؐ

انہیں یاد کر لو تو ہے پار بیڑا — دو عالم کے مشکل کشا ہیں محمدؐ

مرے پاس کیا کام ہے مشکلوں کا — خوشا مرے دل کی صدا ہیں محمدؐ

انہیں کی تجلّی ہے کون و مکاں میں — ہمارا تو بس آسرا ہیں محمدؐ

محمدؐ کے روضہ پہ دل کو جھکانا — کہ ہر قلب کے آشنا ہیں محمدؐ

نہ کیوں ہو تجلّی زماں و مکاں میں — دو عالم کی تاب و ضیا ہیں محمدؐ

ہے بہزاد بطحا مرے دل کا ارماں
مری روح کا مدعا ہیں محمدؐ

تمنائے محمدؐ

یوں ہی رہوں میں والہ و شیدائے محمدؐ
جائے نہ کبھی دل سے تمنائے محمدؐ

کونین کا ہر ذرہ منور ہے اسی سے
ہر شے میں ہے عکسِ رُخِ زیبائے محمدؐ

کھل جائے مقدر مری بیتاب جبیں کا
مِل جائے اگر نقشِ کفِ پائے محمدؐ

گلہائے گلستاں میں اک ادنیٰ سی جھلک ہے
اللہ رے اندازِ سراپائے محمدؐ

دل مست نظر مست جبیں مست زباں مست
رہتا ہے عجب حال میں شیدائے محمدؐ

اس سے بڑی نعمت نہیں کوئی بھی جہاں میں
کافی ہے مجھے حبِ و تولائے محمدؐ

بہزادؔ میں سمجھوں مجھے معراج ملی ہے
دیکھوں جو کہیں گنبدِ خضرائے محمدؐ

ذکرِ حضورؐ

تمنائے کل انبیا ہیں محمدؐ
مرادِ دلِ اولیا ہیں محمدؐ

مسیحانِ عالم یہ خود کہہ رہے ہیں
طبیب و دعا و دوا ہیں محمدؐ

یہ راز ایک عارف نے مجھ کو بتایا
دو عالم کے مشکل کشا ہیں محمدؐ

نگاہِ محبت کے قربان جاؤں
جدھر جاؤ جلوہ نما ہیں محمدؐ

مدینے جو پہنچو تو دل کو جھکانا
کہ ہر قلب کے مدعا ہیں محمدؐ

ہے اولاد و مال اور عزت بڑی شے
مگر مجھ کو ان سے سوا ہیں محمدؐ

مدینے کی بہزادؔ پھر آرزو ہے
مری روح کا مدعا ہیں محمدؐ

ہمارے نبیؐ

کعبۂ عاشقاں ہیں ہمارے نبی — قبلۂ طالباں ہیں ہمارے نبی

راحتِ ایں و آں ہیں ہمارے نبی — رحمتِ دو جہاں ہیں ہمارے نبی

بعد اِن کے نہ آئے گا کوئی نبی — خاتم المرسلاں ہیں ہمارے نبی

ہے انہیں کی تجلّی میں عرفانِ حق — مشعلِ عارفاں ہیں ہمارے نبی

رہبرانِ طریقت سے خود پوچھ لو — منزلِ سالکاں ہیں ہمارے نبی

اُن کا ابرِ کرم عام سب کے لئے — دردمندِ جہاں ہیں ہمارے نبی

کیوں نہ بہزاد ہو عشق کی آبرو
عشق والوں کی جاں ہیں ہمارے نبی

زہے قسمت

میں ہوں پیشِ حرم زہے قسمت — اب کہاں دردِ غم زہے قسمت

شکرِ حق آگیا مدینے میں — خوش ہوں ہر ہر قدم زہے قسمت

زمرۂ زائرین میں ہیں ناچیز — یہ ہے اُن کا کرم زہے قسمت

مری نظروں سے پوچھئے کیا ہو — سامنے ہے حرم زہے قسمت

پیشِ محبوبِ حق درود و سلام — لب پہ ہے دمبدم زہے قسمت

جن کا سارا جہاں فدائی ہے — اُن کے روضہ پہ ہم زہے قسمت

جس کو کہتے ہیں سب ریاضِ جناں — سر وہاں پر ہے خم زہے قسمت

روبرو جالیوں کے اے بہزاد
ہوگئی آنکھ نم زہے قسمت

دیارِ پاک

مری آرزو ہے مدینہ مدینہ — بس اک جستجو ہے مدینہ مدینہ

کرم اُن کا دیکھو نوازا گیا ہوں — کہ اب رُو برو ہے مدینہ مدینہ

نگاہوں کا عالم نہ پوچھو نہ پوچھو — کہ اب چار سُو ہے مدینہ مدینہ

مدینہ مدینہ سرِ گفتگو ہے — پسِ گفتگو ہے مدینہ مدینہ

عجب کیف ہے یہ عجب بیخودی ہے — نہ ما ہے نہ تُو ہے مدینہ مدینہ

نظر ہو کہ جاں ہو طلب ہو کہ حسرت — ہر اک با وضو ہے مدینہ مدینہ

میں بہزادؔ نازاں ہوں دل کی لگن پر
کہ اک گفتگو ہے مدینہ مدینہ

عالمِ دل

مدینہ بھلا ہم کہاں چھوڑ آئے — وہیں جسم و دل رُوح و جاں چھوڑ آئے

ہم آ تو گئے ہیں مگر اُس گلی میں — سکونِ دلِ ناتواں چھوڑ آئے

نہ بھولیں گی ہم کو مدینے کی گلیاں — کہ ہم راحتِ جسم و جاں چھوڑ آئے

وہ مہکے ہوئے بام و در فرشِ مسجد — وہ رحمت بھرا آستاں چھوڑ آئے

بہ باطن وہی آستاں ہے نظر میں — بظاہر تو وہ آستاں چھوڑ آئے

محبت کی منزل ہے اک یہ بھی شاید — تصور کو سجدہ کناں چھوڑ آئے

پئے نعت بہزادؔ ہم اُس گلی میں
دہن چھوڑ آئے زباں چھوڑ آئے

کیفِ مُسلسل

اک کیفِ مسلسل میں ہے شیدائے مدینہ — اَب اور فزوں تر ہے تمنائے مدینہ

کیا پوچھ رہے ہو تمہیں کیا حال بتاؤں — کچھ اور ہی دنیا ہے وہ دنیائے مدینہ

گلشن میں تو گل کھلتے ہیں دل کھلتے ہیں اُس جا — اللہ رے ہر صُبحِ دل آرائے مدینہ

جنت سے ہوا آتی ہے فردوس سے نکہت — اللہ رے ہر شامِ دل افزائے مدینہ

جاؤ گے تو دیکھو گے عجب عشق کا عالم — پاؤ گے دو عالم کو جبیں سائے مدینہ

اے ربِّ دو عالم ترے قربان کہ تو نے — بخشا ہے مجھے عشقِ و تو لائے مدینہ

بیٹھا ہے تصور میں لئے گنبد خضرا

بہزادِ حزیں مستِ تمنائے مدینہ

حضُوریِ قلب

دُور اَب دردِ ناصُبوری ہے — اَب تو حاصِل ہمیں حضُوری ہے

ہے تصور میں گنُبدِ خضرا — اے محبّت یہہ کوئی دُوری ہے

دل کا ارماں تھا حسرتِ بطحا — دِل کی جو آرزو تھی پُوری ہے

کیا بتاؤں میں شانِ بطحائی — ذرّہ ذرّہ وہاں کا نوُری ہے

عشقِ بطحا میں کھو گیا ہوں میں — یہہ حقیقت میں باشعُوری ہے

اللہ اللہ وہ ارضِ پُر تابش — شام نوُری ہے صبح نوُری ہے

کامرانِ چشمِ شوق ہے بہزاد

گو بظاہر نظر کو دُوری ہے

کوئے محمدؐ

کعبۂ ایماں کوئے محمدؐ　　قبلۂ ایقاں کوئے محمدؐ
مہبط علم و آگہیِ حق　　منزلِ عرفاں کوئے محمدؐ
مخزنِ ذکر و فکر و ترقی　　مصدرِ احساں کوئے محمدؐ
اسکے فدائی جن و ملک تک　　مرکزِ ہر جاں کوئے محمدؐ
راحتِ عالم راحتِ دُنیا　　رحمتِ سبحاں کوئے محمدؐ
رُوح و تن و لب ابرو و مژگاں　　چشم و دل و جاں کوئے محمدؐ

شکر ہے اے بہزادؔ ہے میرا
مقصد و ارماں کوئے محمدؐ

شہِ کونین

خاتم الانبیا شہِ کونین　　احمدؐ مصطفےٰ شہِ کونین
رہنمائے جہاں و مرسل حق　　رہبر دوسرا شہِ کونین
باعثِ خلق و کرسی و افلاک　　وجہہ نور و ضیا شہِ کونین
رحمتِ عالمین و راحتِ کل　　بحرِ جود و سخا شہِ کونین
ماہتابِ ہدایت و ارشاد　　آفتابِ ہدا شہِ کونین
اپنے روضہ پہ ہم کو بُلوا لو　　یا حبیب خدُا شہِ کونین
ہر مسلماں کا ہے یہی ارماں　　یہی سب کی دُعا شہِ کونین
مال و دولت ہو آل یا اولاد　　تم ہو سب سے سوا شہِ کونین

اپنے بہزادؔ مبتلا پر بھی
ایک چشمِ عطا شہِ کونین

یا محمدؐ

مدینے سے کیوں آئے ہم یا محمدؐ — یہی دل کو رہتا ہے غم یا محمدؐ

بسے ہیں ہماری نگاہ و نظر میں — وہ روضہ وہ بابِ حرم یا محمدؐ

مدینے بُلا لو مدینے بُلا لو — کرو ہم پہ چشمِ کرم یا محمدؐ

تمہاری عنایت تمہاری عطا ہے — محبت کا یہ کیف و کم یا محمدؐ

برستا ہے دونوں جہاں پر مسلسل — تمہارا ہی ابرِ کرم یا محمدؐ

رہوں یوں ہی بیتابِ ارضِ مدینہ — یہ حسرت نہ ہو دل سے کم یا محمدؐ

لگن ہے مدینے کی بہزاد مجھ کو

جو ہونٹوں پہ ہے دمبدم یا محمدؐ

عشقِ شاہِ مُرسلاں

تصور میں مدینے کا جہاں ہے — بتاؤں کیا کہ میرا دل کہاں ہے

جہاں کی نعمتوں سے بڑھ کے نعمت — فقط اک عشقِ شاہِ مرسلاں ہے

مدینہ جسکو کہتا ہے زمانہ — وہی در حاصلِ کون و مکاں ہے

اُنہیں کا نور ہے ہر سُو منور — تجلی اُن کی ہر سُو ضو فشاں ہے

محمدؐ یا محمدؐ یا محمدؐ — یہی اک نام بس وردِ زباں ہے

ہے منزل اک مگر راہیں جُدا ہیں — اسی جانب رواں ہر کارواں ہے

مدینے کی تمنا تیرے صدقے — یقیں کے رنگ میں اب ہر گماں ہے

حقیقت کیا بتاؤں ذکرِ احمدؐ — جلیسِ غم انیسِ بیکساں ہے

جہاں کا عشق ہے بہزاد فانی

فقط عشقِ نبی ہی جاوداں ہے

میری کیفیّت

مدینے کی تمنا کر رہا ہوں — منور اپنی دنیا کر رہا ہوں

مجھے جلدی دکھا دو قبّۂ نور — مقدر کو اشارہ کر رہا ہوں

اُنہیں کا واسطہ دے کر خدا کو — دُعا میں سوز پیدا کر رہا ہوں

تصوّر کو دُعائیں کیوں نہ دوں میں — مدینے کا نظارا کر رہا ہوں

زباں پر ہر گھڑی ہے یا محمّدؐ — مزا جینے میں پیدا کر رہا ہوں

الٰہی نعت میں مری اثر دے — لبِ پُر شوق کو وا کر رہا ہوں

لگی ہے لَو مجھے بہزاد ایسی
کہ ہر دم ذکرِ بطحا کر رہا ہوں

طَیّبہ

حاملِ ہر بہار طَیّبہ ہے — جانِ ہر لالہ زار طَیّبہ ہے

اس میں نُورِ خُدا کے جلوے ہیں — شانِ پروردگار طَیّبہ ہے

رحمتِ دوجہاں کے صدقے میں — رحمتِ کردگار طَیّبہ ہے

اس کو کہتے ہیں شہرِ علم و یقیں — معرفت کا دیار طَیّبہ ہے

گر نظرِ حق نگر ہو دلِ مُشتاق — ہر طرف آشکار طَیّبہ ہے

اللہ اللہ یہ اس کی محبوبی — سب کے دل کا قرار طَیّبہ ہے

یہ اُنہیں کا کرم ہے اے بہزاد
مرے دل کی پُکار طَیّبہ ہے

نامِ حضورؐ

ہم کو نامِ حضورؐ پیارا ہے — زندگی کا یہی سہارا ہے
اے مدینہ انہیں کی قسمت ہے — جن کو حاصل ترا نظّارا ہے
آنکھ پُرنم ہے ہجرِ طیّبہ میں — دردِ پنہاں تو آشکارا ہے
اے مدینے یہ فخر ہے ہم کو — تو ہمارا ہے تو تمہارا ہے
گر مدینے میں ہم پہنچ جائیں — چرخ کا ہر ستم گوارا ہے
جیسے ہم ہیں درِ شہِ دیں پر — یہ تصوّر بھی کتنا پیارا ہے

رہے یادِ حضورؐ اے بہزاد
ڈوبتوں کا یہی سہارا ہے

مری رہبری ہے درِ مصطفےٰؐ تک

جو تُم چاہتے ہو کہ پہنچو خدا تک — رسائی ہے لازم درِ مصطفیٰؐ تک
وہ محبوبِ کُل ہیں وہ مطلوبِ عالم — انہیں پرتو شیدا ہے ربّ العُلا تک
عجب میکدہ ہے درِ شاہِ بطحا — وہاں پر تو بیخود ہیں نُقّط و صدا تک
مؤدّب وہاں ہے ہر اِک ذرّہ ذرّہ — وہاں چل رہی ہے ادب سے ہوا تک
وہیں وجد میں ہیں دو عالم کے ارماں — وہیں جھومتی ہے دلوں کی دُعا تک
کوئی کچھ بھی سمجھے کوئی کچھ بھی جانے — مری رہبری ہے درِ مصطفیٰؐ تک

رہوں یوں ہی بہزاد مستِ مدینہ
نہ جائے یہ ارماں دمِ انتہا تک

مدینے چلو

دل یہ کہتا ہے ہر دم مدینے چلو
دُور ہو جائیں گے غم مدینے چلو

چل رہی ہے ہوا چھا رہی ہے گھٹا
اللہ اللہ یہ موسم مدینے چلو

دل کی دُنیا وہاں تو سنور جائے گی
کب رہے گا یہ عالم مدینے چلو

یا تو دل تھام کر ضبط کرتے ہوئے
یا تو با دیدۂ نم مدینے چلو

چاہتے ہو اگر چارۂ زخمِ دل
مل ہی جائے گا مرہم مدینے چلو

اس جہاں میں کسی کا کوئی بھی نہیں
سب ہیں جھوٹے یہ ہمدم مدینے چلو

ہر قدم چاہیئے سجدۂ آرزو
سر کو کرتے ہوئے خم مدینے چلو

دیکھنا ہو اگر دیدۂ شوق سے
مرکزِ دو عالم مدینے چلو

میرے کانوں میں بہزاؔد جیسے کوئی
کہہ رہا ہے یہ پیہم مدینے چلو

نعمت ہے مدینہ

جنّت ہے مدینہ مری جنّت ہے مدینہ۔ جنّت ہے مدینہ
میں مست ولا ہوں مری حسرت ہے مدینہ۔ حسرت ہے مدینہ
دُنیا وہیں بنتی ہے وہیں دیں وہیں ایماں اللہ رے آقا
وہ جا ہے وہ سرچشمۂ رحمت ہے مدینہ۔ رحمت ہے مدینہ
اللہ مرے ذوق کو کچھ اور بڑھائے کچھ۔ اور بڑھائے
اے عشق ترا کعبہ اُلفت ہے مدینہ۔ الفت ہے مدینہ
رستہ ہو کوئی فیض اسی در کا ہے سارا کافی ہے اشارہ
ہے شرع کا دِل جانِ طریقت ہے مدینہ۔ طریقت ہے مدینہ
عارف کے لئے منبع انوار الٰہی۔ اسرارِ الٰہی
سالک کے لئے مخزنِ قربت ہے مدینہ۔ قربت ہے مدینہ
بہزاؔد وہاں جا کے نہ واپس کبھی آنا۔ دُنیا کو بھلانا
کونین میں سب سے بڑی نعمت ہے مدینہ۔ نعمت ہے مدینہ

حسرت و ارمانِ دل

قبلۂ ارماں رُوئے محمدؐ — کعبۂ مقصد کُوئے محمدؐ

نیکی و شفقت جُود و سخاوت — بخشش و رحمت خُوئے محمدؐ

جلوہ فروزِ کون و مکاں ہے — عکسِ رُخِ نیکوئے محمدؐ

ہم بجز اس کے کچھ نہیں کہتے — کھنچتا ہے دل تو سوئے محمدؐ

کالی گھٹاؤ کالی گھٹاؤ — دیکھے بھی ہیں ؟ گیسوئے محمدؐ

سرو کی گردن شرم سے خم ہے — اُف رے قدِ دلجوئے محمدؐ

خالقِ عالم بہزادِ مضطر
پہنچے گا کب تا کوئے محمدؐ

کیا ہے مدینہ

نہ پُوچھو نہ پُوچھو کہ کیا ہے مدینہ — کوئی غم ہو سب کی دوا ہے مدینہ

اگر جذبِ صادق ہو اور ذوقِ کامل — تو ہر گام جلوہ نما ہے مدینہ

جو ٹُوٹے وُہ سب آسرے تھے جہاں کے — جو باقی ہے وُہ آسرا ہے مدینہ

زہے شانِ رحمت خوشا رنگِ بخشش — حقیقت میں حق کی عطا ہے مدینہ

مرا حال دیکھو مرا حال سمجھو — صدائے دلِ بے صدا ہے مدینہ

میں ذوقِ طلب تیرے قربان جاؤں — تصوّر میں جلوہ نُما ہے مدینہ

مَیں بہزاد پیہم کہے جا رہا ہوں
مری رُوح کا مُدعا ہے مدینہ

یادِ مدینہ

صدقے ترے اے آرزو و یادِ مدینہ
ہر گوشۂ دل ہے مرا آبادِ مدینہ

رہتی ہے ہر اک لمحہ مجھے یادِ مدینہ
صد شکر کہ ہے روح مری شادِ مدینہ

اس ذکر میں وہ کیف ہے یہ سوچ رہا ہوں
کہتا ہی چلا جاؤں میں رودادِ مدینہ

اے صلِّ علیٰ شام و سحر اُف وُہ ضیائیں
اللہ رے وُہ ارضِ خدادادِ مدینہ

اے جذبِ تصوّر ترے قرباں مری آنکھیں
قائم رہے یہ سلسلۂ یادِ مدینہ

احساس نہ ہو پائے تو خود اپنی ہے تقصیر
ملتی ہے ہر اک قلب کو امدادِ مدینہ

اے درد کے مارے تجھے اِک راز بتا دوں
ہر غم کو بھلاتی ہے فقط یادِ مدینہ

اب لکھنوی رہنے کی تمنّا نہیں مجھ کو
اللہ بنا دے مجھے بہزادِ مدینہ

پہنچا دے وہاں مجھ کو

الٰہی پھر دکھا دے روضۂ شاہِ شاہاں مجھ کو
جہاں پر قسمتیں بنتی ہیں پہنچا دے وہاں مجھ کو

یہی دل کی تمنّا ہے یہی ہے روح کا ارماں
نظر آجائیں یارب پھر سنہری جالیاں مجھ کو

خوشا قسمت کہ لب پر یا محمدؐ ہی کے نعرے ہیں
مزا دینے لگی ہیں روح کی بیتابیاں مجھ کو

مدینے کے درخشاں روز و شب کا پوچھنا کیا ہے
نظر آتا تھا ہر سو عالمِ نورِ رواں مجھ کو

تصوّر میں لئے بیٹھا ہوں اپنے گنبدِ خضرا
زہے قسمت کہ حاصل ہوگئی تسکینِ جاں مجھ کو

مدینہ ہی مری دُنیا ہے مدینہ مری عقبیٰ ہے
نظر آنے لگے ہیں اک جہاں میں دو جہاں مجھ کو

مجھے بہزاد سب کہنے لگے زائر مدینے کا
کسی کے لطف نے بخشا ہے یہ نام و نشاں مجھ کو

عالمِ شوق

زندگی تھی بڑے قرینے سے
ہو کے کیوں آ گئے مدینے سے

مرے دامن کو دیکھتے کیا ہو
سب ملا ہے اُسی خزینے سے

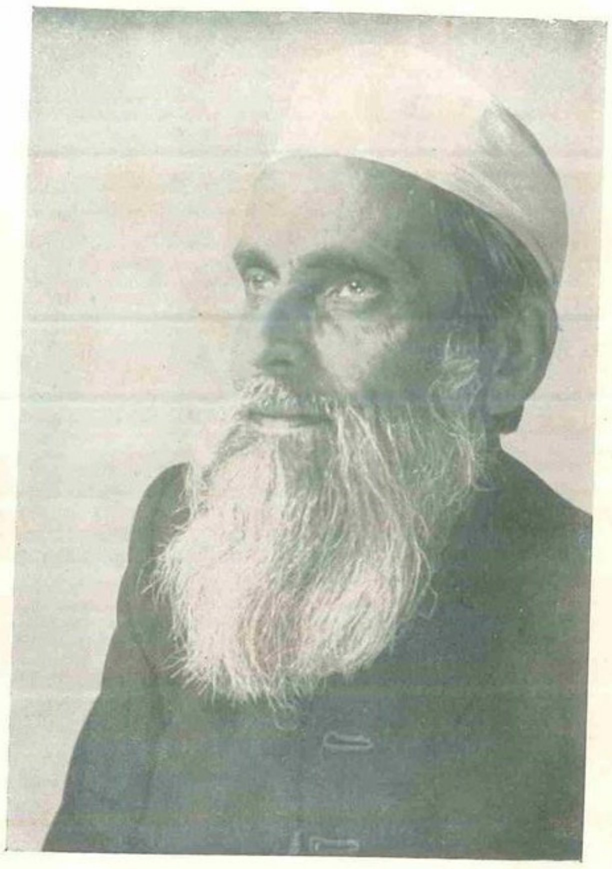
عشقِ بطحا میں زیست ہے نعمت
کون گھبرا رہا ہے جینے سے

داغِ عشقِ نبی پہ نازاں ہوں
ہے خجل ماہ اِس نگینے سے

یا محمدؐ اگر ہو وردِ زباں
بچ کے طوفاں چلے سفینے سے

یادِ بطحا کی لذتیں مت پوچھ
کیف بڑھتا ہے اشک پینے سے

دل میں یہ ٹھان لی ہے اے بہزادؔ
اب نہ لوٹوں گا میں مدینے سے



بہزاد عالم کیف میں



بہزاد خانہ کعبہ میں